عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

نوجوانانِ جنت کے سردار

حسنین کریمینؓ

جلد: ۳۷ | ۵ تا ۱۱ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۳۵

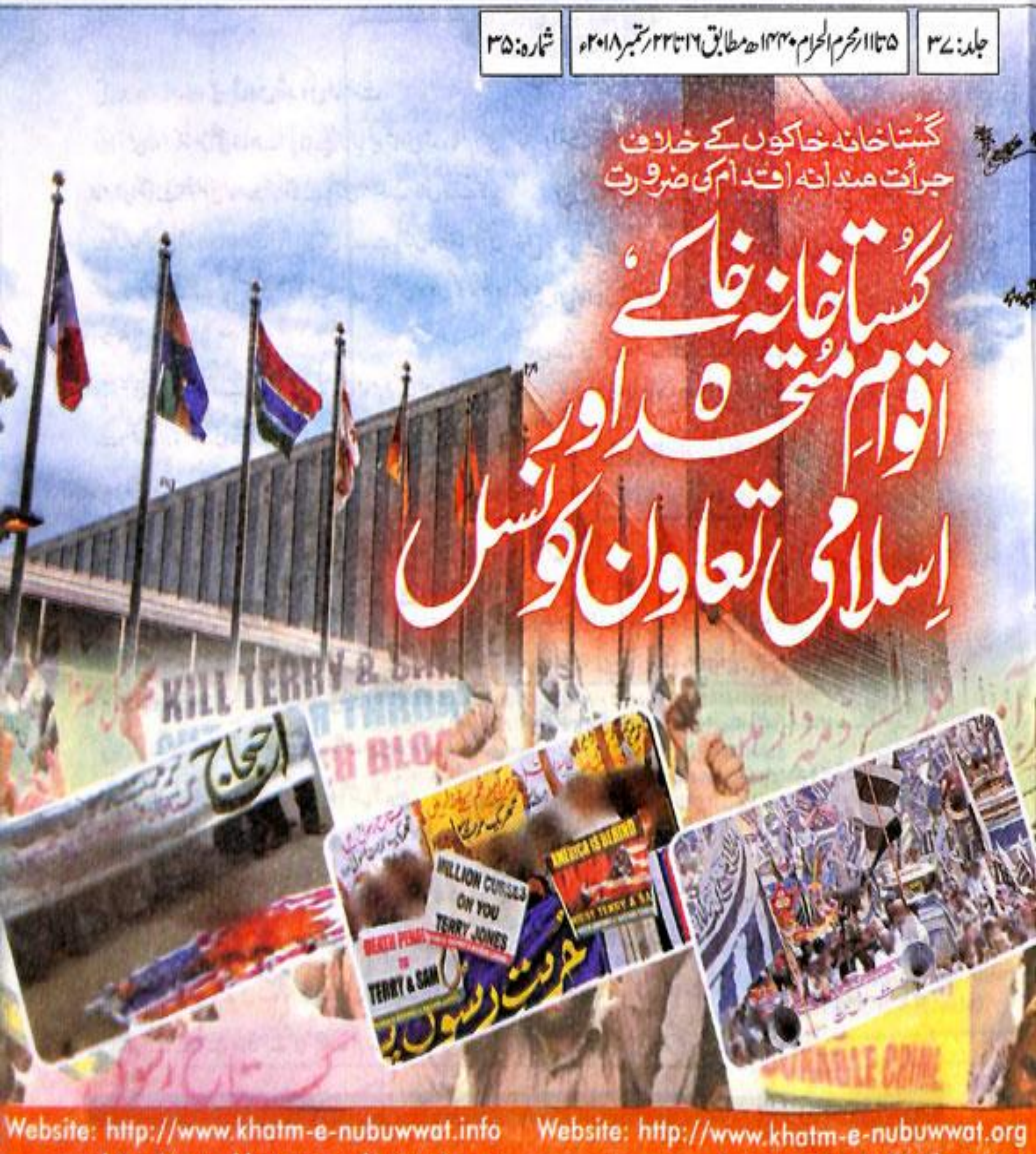

گستاخانہ خاکوں کے خلاف
جرأت مندانہ اقدام کی ضرورت

گستاخانہ خاکے اقوامِ متحدہ اور اسلامی تعاون کونسل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

غیر شادی شدہ کی امامت

س:...... محترم مفتی صاحب! یہ بتایئے کہ کیا غیر شادی شدہ عالم دین امام بن سکتا ہے؟ قوم کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں، مطلب سوال کرنے کا یہ ہے کہ کیا شادی شدہ ہونا امامت کی شرائط میں سے ہے یا نہیں، کیونکہ ہماری مسجد کا امام اب تک غیر شادی شدہ ہے، جس پر بعض لوگوں کو مذکورہ اعتراض ہے۔

ج:...... واضح رہے کہ امامت کے لئے امام کا متقی اور مسائل نماز سے واقف ہونا ضروری ہے، شادی شدہ ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا غیر شادی شدہ عالم امام بن سکتا ہے۔ اگر آپ کے محلہ کے امام میں کوئی شرعی عیب نہیں ہے تو ان کی امامت کرنا بلا شک وشبہ درست ہے۔

پیشاب کے ساتھ منی کے قطرات

س:...... مفتی صاحب! میں بیمار ہوں، مجھے کبھی کبھار پیشاب کے ساتھ منی کے ایک دو قطرات بھی نکل جاتے ہیں۔ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں یہ بیماری ہے اور اس کا باقاعدہ علاج چل رہا ہے، پوچھنا صرف یہ ہے کہ کیا اس صورت حال میں مجھ پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

ج:...... واضح رہے کہ غسل واجب ہونے کے لئے منی کا شہوت سے نکلنا ضروری ہے، اگر کسی بیماری یا بوجھ وغیرہ کی وجہ سے بلاشہوت منی نکل جائے تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، لہٰذا اگر آپ کو شہوت محسوس نہ ہو صرف پیشاب کے ساتھ منی کے خروج سے غسل واجب نہ ہوگا۔ باقی مزید تفصیل کے لئے اپنے علاقہ کے کسی مستند عالم کے پاس جا کر اس کو اپنی پوری صورت حال بتا کر ان سے مسئلہ سمجھ لیں۔

دانت پر خول ہونے کی صورت میں غسل جنابت

س:...... مفتی صاحب! میں نے انتہائی مجبوری میں اپنے دو دانتوں پر خول چڑھایا ہے، اب خیال آیا کہ غسل جنابت اس میں ہوجائے گا یا نہیں، کیونکہ اس کا اتارنا تو ناممکن ہے، بعض جماعت کے ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے کسی مفتی صاحب سے پوچھنے کا کہا ہے۔ آپ راہنمائی فرمائیں۔

ج:...... جی ہاں! اس میں غسل جنابت ہوجاتا ہے کیونکہ یہ شرعی مجبوری ہے، اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

فوت شدہ بچے کا عقیقہ

س:...... اگر کوئی بچہ پیدا ہونے کے بعد تھوڑی دیر زندہ رہ کر وفات پا جائے تو کیا اس بچہ کا عقیدہ کرنا مستحب ہے یا نہیں؟

ج:...... بچہ کی پیدائش پر عقیقہ کرنا ساتویں دن مستحب ہے۔ ساتویں روز عقیقہ کیا جاتا ہے، اگر ساتویں روز سے پہلے بچہ فوت ہوجائے تو عقیقہ بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ زندہ بچہ کا عقیقہ مستحب ہے۔ مردہ بچہ کا عقیقہ ثابت نہیں۔

عقیقہ کی ذمہ داری

س:...... بچہ کا عقیقہ کرنا والدین میں سے کس کے ذمہ لازم ہے؟

ج:...... والدین میں سے جس کے ذمہ بچہ کا نان نفقہ واجب ہو، اس کے ذمہ لازم ہوگا۔ لیکن اگر استطاعت ہو تو لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر باپ کی حیثیت نہ ہو تو ماں بھی کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۵ تا ۱۱ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۸ء شمارہ: ۳۵

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

جرأت مندانہ اقدام کی ضرورت............	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
گستاخانہ خاکے... اقوام متحدہ اور......	۷	مولانا زاہد الراشدی
اسلام میں رسول کا تصور	۹	مولانا بدر عالم میرٹھیؒ
نوجوانانِ جنت کے سردار حسنین کریمینؓ	۱۳	الحاج ابوالبرکات
شہادت امام حسینؓ	۱۵	مفتی خبیب الرحمٰن
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۷	ادارہ
مولانا عبیداللہ ازہرؒ کی وفات	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
۷ ستمبر ۱۹۷۴ء... قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ (۳)	۲۳	آغا شورش کاشمیریؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

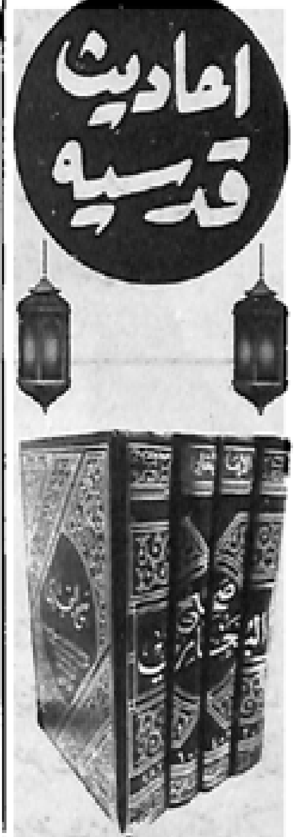

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کا ثواب

حدیث قدسی ۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرا بندہ مومن مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (جامع صغیر)

حدیث قدسی ۵: حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے تورات میں لکھا ہوا دیکھا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ سخت زبان ہیں اور نہ سخت دل وہ کسی بُرائی کے بدلے میں بُرائی نہیں کریں گے بلکہ بُرائی کے جواب میں ان کی عام عادت معافی اور بخشش کی ہوگی، ان کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ان کی ہجرت کا مقام طیبہ ہوگا، ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔

ان کی امت تعریف کرنے والی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رنج دونوں میں تعریف کرے گی، ان کی امت جب کسی وادی اور نشیب میں داخل ہوگی تو الحمد للہ کہے گی اور جب کسی بلند اور اونچے مقام پر چڑھے گی تو اللہ اکبر کہے گی، ان کی امت آفتاب کی گردش اور عروج وزوال کا خاص طور پر خیال رکھے گی، جب نماز کا وقت ہوگا تو نماز ادا کرے گی، ان کی ازار ٹخنوں سے اونچی نصف پنڈلی تک ہوگی، وضو میں اپنے جسم کے اطراف دھوئیں گے، ایک پکارنے والا آسمان سے ندا کرے گا کہ اس امت کی نماز میں اور میدانِ جہاد میں صفوں کی حالت یکساں ہے ان کی یعنی امت محمدیہ کی رات میں ایک ہلکی سی آواز ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز ہوا کرتی ہے۔

تورات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشین گوئی کی رعایت کریں گے چونکہ ان کی نماز کے اوقات آفتاب کے طلوع اور غروب اور زوال کے ساتھ مقرر کئے جائیں گے اس لئے آفتاب کی گردش پر نگاہ رکھیں گے۔

وضو میں جسم کے اطراف دھوئیں گے یعنی ہاتھ، پاؤں اور منہ وغیرہ، جس طرح نماز میں ایک سے ایک مل کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح میدانِ جہاد میں بھی ان کی صف ہوگی، رات کی آواز سے مراد تہجد کی نماز اور شب کی گریہ وزاری ہے ملک شام کی سلطنت سے مطلب یہ ہے کہ ابتدائی حکومت اور سلطنت کا مرکز ملک شام میں قائم ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

جماعت کی نماز

س:...... جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہ جائے بلکہ وہیں ادا کرلے تو اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

ج:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے جماعت کی نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۱۱۷)

علماء نے اس کا مطلب یہ بتلایا ہے کہ فرض تو ذمہ سے اتر جائے گا لیکن اس پر اجر وانعام کچھ نہیں ملے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی وضاحت فرماتے ہوئے دو باتیں ارشاد فرمائی ہیں: ایک خوف دوسرا مرض، نیز ایسے شخص کے اس عمل کو جو اذان سننے کے بعد جماعت کو نہ جائے ظلم، کفر اور نفاق کا عمل فرمایا ہے۔ (مسند احمد، ج:۳، ص:۴۳۹)

نیز ایک حدیث میں امت پر باوجود بے انتہا شفیق اور رحیم ہونے کے اپنی اس دلی خواہش کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن (آگ جلانے کا سامان) اکٹھا کرکے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(ترمذی، ج:۱، ص:۱۱۶)

اس سے جماعت کی نماز کی اہمیت کا کما حقہ اندازہ بھی ہوتا ہے اور شریعت کا مطالبہ بھی سمجھ میں آتا ہے، یہاں تک کہ ایک حدیث کے مطابق کوئی شخص وضو کرکے نماز کے لئے مسجد میں جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی ہے تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ملے گا۔

(کنز العمال، ج:۷، ص:۲۳۱)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

گستاخانہ خاکوں کے خلاف

جرأت مندانہ اقدام کی ضرورت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

جون ۲۰۱۸ء میں ہالینڈ کی اسلام مخالف جماعت ’’فریڈم پارٹی آف ڈچ‘‘ کے متعصب، جنونی، انتہاء پسند گیرٹ ولڈرز نامی شخص نے ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں رحمت عالم ﷺ کے خلاف خاکوں کا مقابلہ منعقد کرانے کا اعلان کیا تھا۔ ویسے تو یہ سلسلہ ستمبر ۲۰۰۴ء سے شروع ہے۔ جب ڈنمارک کے لکھاری پلولیکس نے آپ ﷺ کے خلاف کتابچہ تحریر کیا تھا۔

۳۰؍ستمبر ۲۰۰۵ء کو ڈنمارک کے اخبار جیلنڈر پوسٹس نے بارہ عدد گستاخانہ خاکے شائع کئے۔ یکم؍فروری ۲۰۰۶ء کو فرانس میں چارلی ہیڈو نے جرمن، اٹلی، ہالینڈ، اسپین اور سوئٹزرلینڈ میں یہ خاکے شائع کرائے۔ ۲۰۰۸ء میں ہالینڈ کے کارٹونسٹ گریگوری نیکشٹ نے خاکوں میں اسلامی اقدار کا تمسخر اڑایا۔ اسی سال ۲۰۰۸ء میں ہالینڈ پارلیمنٹ کے رکن گیرٹ ولڈرز نے متنازعہ فلم بنائی۔ ۲۱؍مارچ ۲۰۱۱ء کو پادری ٹیری جونز نے معاذ اللہ! قرآن مجید پر مقدمہ چلا کر مجرم ثابت کیا اور سزا کے طور پر قرآن مجید کو نذر آتش کیا۔ ۲؍نومبر ۲۰۱۱ء کو فرانس کے اخبار چارلی ہیڈو نے آنحضرت ﷺ کی گستاخی پر مبنی شمارہ ’’شریعہ ہیڈو‘‘ شائع کیا۔

۲۰۱۵ء میں ایک مسلح شخص نے اسی اخبار کے دفتر میں فائرنگ کی۔ جس سے بارہ آدمی ہلاک ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد چند نشریاتی اداروں نے گستاخانہ خاکے شائع نہ کرنے کا اعلان کیا۔ لیکن مغرب نے اکٹھے ہوکر پیرس میں اعلان کیا کہ ہم سب چارلی ہیں، اور اگلے شمارہ میں مزید خاکوں پر مشتمل اخبار کو ۶ زبانوں میں تیس لاکھ کی تعداد میں شائع کیا۔ اب پھر ہالینڈ کی اسلام دشمن جماعت ’’فریڈم پارٹی‘‘ کے سربراہ ملعون گیرٹ ولڈرز نے ۱۰؍نومبر ۲۰۱۸ء کو ہالینڈ پارلیمنٹ میں خاکوں کی نمائش کا اعلان کیا تھا۔ گیرٹ ولڈرز کو ہالینڈ گورنمنٹ کی مکمل حمایت حاصل تھی اور وہ ملعون یہ حرکت بھی پارلیمنٹ میں کرنے کا دعویدار ہے۔

آج کی مجلس میں غور کیا جائے کہ کیا کسی مقدس شخصیت کی اہانت کا کوئی مذہب روادار ہے؟ اگر نہیں تو ایسا کرنے پر یہ لوگ کیوں مصر ہیں۔ وہ اپنے عقیدہ ومذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ مغرب نے جو غیر اعلانیہ جنگ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف برپا کر رکھی ہے۔ یہ خاکوں کی وارداتیں اسی جنگ کا حصہ ہیں۔ مشرق سے مغرب تک کے مسلمانوں کو ایک اعلان کے ذریعہ وہ تڑپتا دیکھ کر نفسیاتی طور پر اپنی فتح اور مسلمانوں کی بے بسی پر رقص کر کے ان کا انگ انگ اپنی فتح پر مسرت محسوس کرتا ہے۔ یہودیوں نے سیدہ مریم علیہا السلام پر گھناؤنا الزام لگایا۔ ’’وقولهم علی مریم بهتانا عظیما‘‘ آج کے مسیحوں نے اپنے نبی کی ماں پر الزام لگانے والے یہودیوں کو سینے سے لگایا ہوا ہے اور مسلمان واسلام دشمنی پر مسیحی ویہودی ایک پیج پر ہیں۔

اسلام نے، قرآن مجید نے، پیغمبر اسلام نے اور مسلمانوں نے چودہ سو سال سے سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدنا مسیح علیہ السلام کی صفائی کے وکیل کا کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ مسیحی حضرات اس پر ہمارا شکریہ ادا کرنے کی بجائے مسلمانوں کو تڑپانے کے لئے ان کے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اہانت پر اتر آئے ہیں اور خود اہانت کرتے ہیں۔ اہانت کرنے والوں کی سرپرستی اور معاونت کے لئے صف اوّل میں کھڑے ہیں۔ ادھر قریباً دو دہائیوں سے ہم مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ ان واقعات پر احتجاج کرتے ہیں۔ بائیکاٹ کرتے ہیں۔ جلوس نکلتے، مظاہرے ہوتے ہیں اور پھر خواب غفلت میں گہری تان کر محو خواب ہو جاتے ہیں۔ ہمارے حکمران بھی اسمبلیوں میں قرارداد، بیانات، سفیر کو بلا کر مراسلہ کے بعد اسی تنخواہ پر پھر نوکری پوری کرنے لگ جاتے ہیں۔

اب کے وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان صاحب نے ایوان بالا میں جاندار گفتگو کی ہے اور مغرب کو باور کرایا ہے۔ ’’ہولوکاسٹ‘‘ سے جتنی آپ کو تکلیف ہوتی ہے پیغمبر اسلام کی اہانت سے کئی گنا زیادہ اس پر مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگلے دن پاکستان کے وزیر خارجہ جناب شاہ محمود قریشی صاحب نے ہالینڈ کے اپنے ہم منصب سے خاکوں کے خلاف بات کی۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کا اجلاس بلانے کے مطالبہ پر مشتمل خط لکھا۔ ترکی کے وزیر خارجہ سے بات ہوئی۔ جناب عمران خان صاحب نے اقوام متحدہ میں اس پر آواز بلند کرنے کا اعلان کیا ہے۔

ادھر پاکستان میں تمام دینی جماعتیں، بار رومز، قانون دان، سکول و کالجز کے طلباء سب سڑکوں پر ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تحریک لبیک پاکستان اس پر ایک بار یوم احتجاج منا چکی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جمعیۃ علماء اسلام کے تعاون سے ۹ رستمبر کو لاہور میں بہت بڑے احتجاجی مظاہرہ کا اعلان کر رکھا تھا۔ آج ۲۹ راگست ہے۔ جماعت اسلامی کی دعوت پر ملی یکجہتی کونسل میں شریک تمام جماعتوں نے ۹ رستمبر کے مظاہرہ میں شرکت کا فیصلہ کیا تھا۔ ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لاہور میں قائم رابطہ کمیٹی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جناب پیر رضوان نفیس، حضرت قاری جمیل الرحمٰن اختر، جناب قاری علیم الدین شاکر، جناب مولانا خالد محمود، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا عبدالرؤف فاروقی اور دیگر حضرات نے دن رات ایک کیا ہوا ہے۔ لاہور اور اس کے گرد و نواح میں پچاس کمیٹیوں کے اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ ہینڈ بل، اشتہارات، فلیکس دن رات شائع ہو رہے اور لگ رہے ہیں۔ لاہور کی چھ تحصیلوں میں تیاری کے لئے چھ کانفرنسوں کا اعلان ہو چکا ہے۔ اس کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ تمام مسالک کی قیادت نے شرکت کا وعدہ کیا ہے۔ مخدوم العلماء حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اس کی قیادت فرمائیں گے۔

بہرحال اب ہالینڈ کی گورنمنٹ نے ان گستاخانہ خاکوں کے مقابلے کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا ہے، ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے خلاف جن جن اداروں، جماعتوں، تنظیموں، علماء، خطباء اور شخصیات نے جس جس سطح پر جس جس پلیٹ فارم پر آواز بلند کی ہے ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت ان کو دنیا و آخرت کی راحتیں اور نعمتیں نصیب فرمائے۔

جب بھی کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا ہے تو خصوصاً پوری اسلامی دنیا کے مسلمان ہر جگہ احتجاج کرتے ہیں۔ یہ سب ایمان کا تقاضہ ہے۔ لیکن ضرورت اور وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک ان اہانت کرنے والے ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کریں۔ اقوام متحدہ سے مسلمہ مقدس شخصیات کی آبرو کے تحفظ کا قانون منظور نہ کرالیں۔ کیونکہ یہ تمام ممالک مل کر وقفے وقفے سے اس طرح کے معاملات کر کے مسلمانوں کو تڑپانے کی مذموم اور ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے تمام مسلمان حکمرانوں کا یہ فرض ہے، خصوصاً پاکستان اسلام کے نام پر واحد ملک ہے جو قائم ہوا۔ اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ خالصتاً ایمان و عقیدہ کے مسئلہ پر جرأت مندانہ مؤقف اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

نیدرلینڈز کے گستاخانہ خاکے

اقوام متحدہ اور اسلامی تعاون تنظیم

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

سٹیٹ آف پاکستان نے ناموس رسالت کے حوالہ سے ہالینڈ (نیدرلینڈز) میں دس نومبر کو منعقد کی جانے والی گستاخانہ خاکوں کی مجوزہ نمائش کی مذمت کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی ہے اور وزیر اعظم عمران خان نے اس موقع پر ایوانِ بالا میں خطاب کرتے ہوئے گستاخانہ خاکوں کے مقابلوں کو ناقابل برداشت قرار دیا ہے اور معاملہ کو اقوام متحدہ میں اٹھانے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مغربی ذہنیت کو جانتا ہوں، وہاں کے عوام کو اس بات کی سمجھ نہیں آتی، عوام کی بڑی تعداد کو اندازہ ہی نہیں کہ ہمارے دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتنا پیار ہے، انہیں نہیں پتا کہ وہ ہمیں کس قدر تکلیف دیتے ہیں، اور وہ آزادیٔ اظہار کے نام پر اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ دنیا کو بتانا چاہئے کہ جیسے ہولوکاسٹ سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، گستاخانہ خاکوں سے وہ ہمیں اس سے کہیں زیادہ تکلیف دیتے ہیں۔ عمران خان نے کہا کہ اس معاشرے میں فتنہ اور جذبات بھڑکانا بہت آسان ہے، مغرب میں وہ لوگ جو مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں ان کے لئے یہ بہت آسان بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی حکومت میں یہ کوشش کریں گے کہ او آئی سی (آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن) کو اس پر متفق کریں، اس چیز کا بار بار ہونا مجموعی طور پر مسلمانوں کی ناکامی ہے، گستاخانہ خاکوں کے معاملے پر او آئی سی کو متحرک ہونا ہوگا اور اسے اس معاملے میں کوئی پالیسی بنانی چاہئے۔ یہ دنیا کی ناکامی ہے، مغرب میں لوگوں کو اس معاملہ کی حساسیت کا اندازہ نہیں، لہٰذا مسلم دنیا ایک چیز پر اکٹھی ہو اور پھر مغرب کو بتائیں کہ ایسی حرکتوں سے ہمیں کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

وزیر اعظم عمران خان کا یہ خطاب ہمارے خیال میں پوری قوم کے دلوں کی آواز ہے اور اسے سیاسی و گروہی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر سب کو سپورٹ کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں اس سلسلہ میں احتجاجی مہم کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۹ ر ستمبر کو لاہور میں ایک بڑے عوامی مظاہرے کا اعلان کیا ہے جس کی قیادت متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا فضل الرحمن کریں گے۔ گزشتہ روز اس مظاہرہ میں منظم طور پر شرکت کی تیاری کے لئے گوجرانوالہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مختلف دینی جماعتوں کے نمائندوں کا اجلاس ہوا جس میں لاہور کے ۹ ر ستمبر کے مظاہرہ میں بھرپور شرکت کے لئے پروگرام وضع کیا گیا اور طے پایا کہ اسی سلسلہ میں ۴ ر ستمبر کو مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ایک کنونشن منعقد کیا جائے گا جس میں دینی جماعتوں اور تاجر تنظیموں کے راہنما خطاب کریں گے اور مختلف مکاتب فکر کے زعماء شریک ہوں گے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیاں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بادشاہی مسجد کی ختم نبوت کانفرنس کی طرز پر عوامی قوت کا ایک بڑا مظاہرہ ہوگا جس کی کامیابی کے لئے سب کو تعاون کرنا چاہئے۔ اس سے قبل ۲ ر ستمبر کو لاہور میں محترم صاحبزادہ پیر شفاعت رسول قادری کی دعوت پر بھی مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کا ایک مشترکہ اجلاس ہو رہا ہے اور اس کی تیاریاں جاری ہیں۔ پشاور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک احتجاجی ریلی منعقد کرنے کا اعلان سامنے آیا ہے اور دیگر متعدد تنظیموں اور اداروں کی طرف سے بھی احتجاج و اضطراب کے اظہار کا سلسلہ روز افزوں ہے۔

جہاں تک ایمانی جذبات کے اظہار کا تعلق ہے وہ تو بحمد اللہ تعالیٰ مسلسل بڑھ رہا ہے بلکہ دنیا بھر میں ہالینڈ کے بعض ناعاقبت اندیشوں کی اس مذموم حرکت پر ناراضگی اور شدید غصے کی لہر ابھرتی دکھائی دے رہی ہے۔ مگر ہمارے خیال میں محض جذبات اور غم و غصہ کا اظہار کافی نہیں ہے بلکہ اصل فورم پر یہ جنگ لڑنے کی ضرورت ہے جس کا وزیر اعظم عمران خان نے تذکرہ کیا ہے، جبکہ ہم ایک عرصہ سے ان کالموں میں مسلسل گزارش کر رہے ہیں کہ (۱) ناموس رسالت،

(۲) تحفظ ختم نبوت، (۳) اور پاکستان کی اسلامی شناخت کے معاملات پر حقیقی معرکہ آرائی بین الاقوامی اداروں اور لابیوں میں ہورہی ہے مگر وہاں ہمارا یعنی دینی حلقوں کا کوئی مورچہ موجود نہیں ہے۔ سیکولر حلقے اور منکرین ختم نبوت بین الاقوامی معاہدات کے ہتھیاروں کے ساتھ عالمی اداروں اور حلقوں میں دین، اہل دین اور پاکستان کے خلاف محاذ گرم کیے ہوئے ہیں مگر ہم سوشل میڈیا، مساجد اور سڑکوں پر اپنے جذبات کا اظہار کر کے مطمئن ہوجاتے ہیں کہ فرض ادا ہوگیا ہے۔ مجھے سوشل میڈیا اور عوامی حلقوں میں اس مہم کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں ہے بلکہ میں خود اپنی استطاعت کے مطابق اس میں شریک رہتا ہوں لیکن بین الاقوامی اداروں اور لابیوں کا وسیع تر اور مؤثر محاذ ہماری نمائندگی سے خالی ہے اور ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہے۔

ہمارے ہاں کی عمومی صورتحال یہ ہے کہ سیکولر حلقوں نے ابھی تک پاکستان کے دستور کو سنجیدگی سے نہیں لیا جبکہ دینی حلقوں کی بین الاقوامی معاہدات کے بارے میں یہی صورتحال ہے۔ حالانکہ بین الاقوامی معاہدات اور دستور پاکستان دونوں زندہ حقیقتیں ہیں جن سے صرف نظر کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ سیکولر حلقوں کا خیال ہے کہ دستور پاکستان محض ایک نمائشی اور کاغذی دستاویز ہے جسے پس پشت ڈال کر پاکستان میں وہ اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھا سکتے ہیں جبکہ دینی حلقوں کے نزدیک بین الاقوامی معاہدات کی کم و بیش یہی حیثیت ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنا ہوگی اور زمینی حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہوگا ورنہ قوم اسی طرح ذہنی اور فکری خلفشار کا شکار رہے گی اور دونوں طرف کے مبہم جو گروہ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

ہمارے نزدیک اس کا حل وہی ہے جو وزیراعظم عمران خان نے بتایا ہے بلکہ اس سے قبل ملائیشیا کے وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد اقوام متحدہ کی پچاس سالہ تقریبات کے موقع پر، جبکہ وہ خود او آئی سی کے صدر تھے، یہ تجویز دے چکے ہیں کہ مسلم امہ کو متحد ہو کر اقوام متحدہ سے دو مسئلوں پر بات کرنا ہوگی۔ ایک یہ کہ بین الاقوامی معاہدات پر مسلم امہ کے دینی و تہذیبی تحفظات کے حوالہ سے نظر ثانی کی ضرورت ہے اور دوسرا یہ کہ اقوام متحدہ کے پالیسی ساز ادارہ سلامتی کونسل میں مسلم امہ کی نمائندگی متوازن نہیں ہے اور وہ ویٹو پاور کی فیصلہ کن اتھارٹی کے دائرہ سے باہر ہے۔ مغربی دنیا اور عالم اسلام کے درمیان موجودہ بے اعتمادی بلکہ کشمکش کی بڑی وجہ یہی ہے اس لئے اقوام متحدہ کے ساتھ اجتماعی طور پر دوٹوک بات کرنا ان کے نزدیک ضروری ہے۔ ہمارے خیال میں حکومت پاکستان کو اس سلسلہ میں ڈاکٹر مہاتیر محمد اور ترکی کے صدر رجب طیب اردگان کے ساتھ بھی مشاورت کا اہتمام کرنا چاہئے، بلکہ مسلم دنیا کے ان مشترکہ مسائل کے حل کے لئے اگر سعودی عرب کے شاہ سلمان، ترکی کے رجب اردگان، ملائیشیا کے ڈاکٹر مہاتیر محمد، پاکستان کے وزیراعظم عمران خان اور ایران کے صدر حسن روحانی باہمی مشاورت کے ساتھ پیشرفت کریں تو وہ یقیناً بے نتیجہ نہیں ہوگی۔ خدا کرے کہ ایسا ہو جائے، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۹ راگست ۲۰۱۸ء)

معروف قادیانی کو قومی اقتصادی کونسل کا رکن بنانا بدترین قادیانیت نوازی ہے: علماء کرام

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے پڑپوتے میاں عاطف کو قومی اقتصادی کونسل کا رکن بنانے پر حکومتی فیصلہ کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ میاں عاطف جیسے معروف قادیانی کو اس کونسل کا رکن بنانا بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ انہوں نے میاں عاطف قادیانی کو کونسل سے نکالنے اور چیف اکنامک ایڈوائزر کے عہدے سے سبکدوش کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مجلس کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد ودیگر علماء کرام نے حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے حکومت سے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی اپیل کی ہے۔

اسلام میں رسول کا تصور!

حضرت مولانا بدرعالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

اسلام میں خدا کے تصور کی طرح رسول کا تصور بھی تمام مذاہب سے جداگانہ اور بالاتصور ہے، یہاں انسان کامل کی آخری سرحد اور لاہوت وجبروت کے ابتدائی تصور میں کوئی نقطہ مشترک نہیں نکلتا، ایک انسان اپنی فطری اور وہبی استعداد کا کمال بالفعل حاصل کرلینے کے بعد بھی الوہیت کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ تصور کے قابل بھی نہیں ہوسکتا۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور اتنا بلند ہے کہ وہ حلول واتحاد ولادت و قرابت اور اس طرح کی تمام نسبتوں میں سے کسی نسبت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اس معنی سے اس کو احد وصمد کہا جاتا ہے:

دور بینانِ بارگاہِ الست

بیش ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

رسول واوتار و بروز:

اس لئے اسلام میں رسول نہ خدا کا اوتار ہوسکتا ہے کہ خدائی اس میں حلول کرسکے اور نہ خدا ہوسکتا ہے کہ ہیکل انسانی میں جلوہ نما ہو۔ رسول کے متعلق خدائی کا تصور عیسائیت کا راستہ ہے اور خدا کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ رسول کی صورت میں بروز کرتا ہے براہمہ کا عقیدہ ہے۔ اسلام کی تعلیم ان دونوں سے علیحدہ ہے بلکہ یہ دونوں تصور اسلام میں بے مصداق ناممکن اور محال ہیں، عام حیوانات کو دیکھئے قدرت نے ان میں سے ہر ہر نوع کی جدا جدا خصوصیات اور صورتیں بنائی ہیں اور اس طرح ہر نوع کے درمیان ایک ایسا خطِ فاصل کھینچ دیا ہے کہ ہزار ترقی کرنے کے بعد بھی ایک نوع دوسری نوع کی سرحد میں قدم نہیں رکھ سکتی بلکہ ہر نوع اپنے ان ہی قدرتی حدود کے درمیان گردش کرتی رہتی ہے اور اسی حد بندی سے اس عالم کا نظام قائم رہتا ہے۔

’’نہ سورج چاند کو پکڑسکتا ہے اور نہ رات، دن سے آگے بڑھ سکتی ہے، ہر چیز چکر میں پڑی گردش کھارہی ہے۔‘‘

(یٰسین، پارہ:۲۳)

جب مخلوقات کے دائرہ کی یہ سرحدیں اتنی مضبوط ہیں تو خالق کے متعلق یہ گمان کرنا کہ کوئی انسان اپنے دائرہ سے ترقی کرکے اس کی سرحد میں قدم رکھ سکتا ہے، سفیہانہ خوش عقیدگی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ اگر تھوڑی دیر کے لئے فلسفۂ ارتقاء (Evolution) تسلیم بھی کرلیا جائے، تب بھی مخلوقات کے کسی کڑی کا عالم قدس سے کوئی اتصال ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے رسول کا تصور اسلام میں بلا کسی ادنیٰ شائبہ تنقیص کے یہ ہے کہ وہ ایک انسان کامل ہوتا ہے اور اپنی تمام عظمتوں اور مراتب قرب کے باوجود الوہیت کے تصور سے یکسر خالی ہوتا ہے۔

انسانیت رسول کا ایک کمال ہے:

رسول ایک انسان ہوتا ہے اور عام انسانوں پر اس کی برتری سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور اس کا پیغمبر ہے، اس کی جانب سے منصب اصلاح پر کھڑا کیا گیا ہے اور اس لئے اس کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک انسان ہو.... کیونکہ اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں، احساس کی بھی ضرورت ہے جو غم نہیں کھاسکتا وہ ایک غمزدہ کی پوری تسلی بھی نہیں کرسکتا، جو بھوک سے آزاد ہے وہ ایک بھوکے کے ساتھ صحیح دلسوزی بھی کرنا نہیں جانتا اور جو فطرتِ انسانی کی کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان کمزوریوں پر اغماض بھی نہیں کرسکتا۔ اس لئے قرآن کریم نے جابجا بعثت کے ساتھ رسول کا انسان ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا ہے:

’’لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔‘‘

یہاں امتنان واحسان کے موقع میں منجملہ اور باتوں کے تین امور کو بالخصوص نمایاں کیا گیا ہے۔ بعثت رسول پھر اس انعام کے لئے سرزمین عرب کا انتخاب اور سب سے بڑھ کر اس رسول کا انسان ہونا۔ حضرت خلیلؑ نے

جب بنی اسماعیلؑ میں ایک نبی کے لئے دعا فرمائی تو انہوں نے بھی اس اہم نقطہ کو فراموش نہیں کیا اور اپنی دعا میں فرمایا:

"اے ہمارے رب! ان میں رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو۔"

(البقرہ،پ:۱)

پھر جب اس دعاء مستجاب کے ظہور کا وقت آیا تو دعا خلیلؑ میں لفظ "منھم" "استجابت کو مزید تاکید کے ساتھ لفظ "من انفسھم" سے ذکر کیا گیا ہے:

"لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسول من انفسھم۔"

(البقرہ:......)

یعنی اس رسول کو انسانوں میں تو بھیجا ہی تھا مگر ان میں سے بھی جس سے انہیں قریب سے قریب تر علاقہ ہو سکتا تھا ان میں سے بھیجا ہے۔ انسانوں میں عرب، عربوں میں قریش اور قریش میں ہاشمی بنایا مگر ان میں چند در چند خصوصیات کے باوجود پھر انسان ہی رہا، یہی وہ عقیدہ تھا جو ابتدا میں اولاد آدم کو بنیادی طور پر بتا دیا گیا تھا:

"اے اولادِ آدمؑ! اگر تمہارے پاس تم ہی میں کے رسول آئیں جو تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو تقویٰ کی راہ اختیار کرے اور نیک رہے تو ان پر نہ کوئی خوف و ہراس اور نہ کوئی غم۔" (الاعراف،پ:۸)

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی ابتدا میں جن باتوں کی اولاد آدم کو بنیادی طور پر تعلیم دی گئی تھی ان میں ایک بعثت رسول، دوم رسولوں کے انسان ہونے کا عقیدہ تھا، اسی عقیدہ کے مطابق دنیا میں خدا کے بہت سے رسول آئے جن کی صحیح تعداد خدا ہی کو معلوم ہے مگر قرآن سے جس قدر اجمالاً معلوم ہو سکا ہے یہ ہے کہ سب سے پہلے منصب نبوت کے لئے دو انسان منتخب ہوئے تھے پھر افراد و اشخاص کی بجائے خاندانوں کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد جب خاندانوں نے انحراف اور کفران نعمت شروع کیا تو بنی اسماعیل کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس درمیان میں دنیا کی مقررہ عمر آخر ہونے لگی ادھر رسولوں کی مقرر تعداد بھی پوری ہوگئی، اس لئے آخری رسول کو بھیج کر اس سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور بساط عالم لپیٹنے کا اعلان کر دیا گیا:

"اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام کو اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان پر جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔"

(البقرہ،پ:۳)

اس تمام سلسلہ میں جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو جاتا ہے کوئی رسول ایسا نہ تھا جو انسان نہ ہوتا، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ نصاریٰ کی نظروں میں کچھ مشتبہ تھا، اسی کو "ذریۃ بعضھا من بعض" کہہ کر صاف کر دیا گیا، جب وہ بھی انسانوں ہی کی اولاد تھے تو یقیناً ان کو انسان ہونا چاہئے۔

علاوہ اس کے کہ رسول اگر انسان نہ ہوں تو وہ انسانوں کی پوری اصلاح نہیں کر سکتے تھے نسل انسانی پر بھی ایک بدنما داغ ہوتا کہ اشرف المخلوقات کا مصلح و مربی کسی اور نوع میں پیدا کیا جائے۔ اس لئے خود رسول اور نوع انسانی کا شرف و کمال یہی تھا کہ رسول انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا۔

لفظ رسول کی تشریح:

رسول کا صحیح مقام سمجھنے کے لئے خود لفظ رسول سے زیادہ صحیح اور آسان کوئی اور لفظ نہیں ہے۔ اس لفظ سے محبت و عظمت کے وہ تمام تقاضے بھی پورے ہو جاتے ہیں جو ایک کامل سے کامل انسان کے لئے فطرتِ انسانی میں موجزن ہوتے ہیں اور عبد و معبود کی وہ ساری حدود بھی محفوظ رہتی ہیں جو کفر و ایمان کے درمیان خطِ فاصل ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ کے سب رسولوں نے اپنا تعارف اسی لفظ رسول کے ذریعہ پیش کیا اور آخر میں قرآن کریم نے سب سے افضل اور برتر رسول کا تعارف بھی جس لفظ میں پیش کیا (وہ یہی رسول ہے):

۱:... محمد رسول اللّٰہ:
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پیغمبر ہیں۔

۲:... وما محمد الا رسول:
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر ہونے کے سوا الوہیت کا شائبہ نہیں رکھتے۔

معلوم ہوا کہ یہ کلمہ ایسا پُرعظمت کلمہ ہے نبی الانبیاء کے تعارف کے لئے بھی اس سے زیادہ موزوں کوئی اور کلمہ نہیں ہے صوفیا نے بڑے بڑے مجاہدات کے بعد یہاں کچھ خوشنما کلمات استعمال کئے ہیں۔ وجود کا نقطۂ اول، حقیقۃ الحقائق، برزخیۃ الکبریٰ، مگر انصاف یہ ہے کہ ان سب کلمات کے تکرار سے کچھ غلط

فہمیاں تو پیدا ہوگئیں لیکن آپ کا صحیح مقام پھر بھی اتنا دریافت نہ ہوسکا جتنا کہ لفظ رسول سے، اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کا لفظ ہر دور میں مشہور و معروف تھا، اس کے لوازم سب کے ذہن نشین تھے، اس کے فرائض و خدمات سب کو معلوم تھے، اس کی شخصیت و احترام سے سب آشنا تھے اور یہ تو کسی ناسمجھ سے ناسمجھ انسان پر بھی پوشیدہ نہ تھا کہ بادشاہ اور اس کے رسول کے درمیان نوازش و کرم کے سوا برابری اور مساوات کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا، اس لئے جب کوئی رسول دنیا میں آتا تو یہی کہہ دیتا کہ میں احکم الحاکمین، ملک الملوک کا ایسا ہی ایک رسول ہوں جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کے رسول ہوا کرتے ہیں، بس اسی ایک لفظ سے سامعین کے دلوں میں وہ ساری عظمتیں دوڑنے لگتیں، محبت و توقیر، اطاعت و حکم برداری کے وہ تمام جذبات امڈنے لگتے جو ایسے رسول کے لئے امنڈنا چاہئیں اور بیک وقت وہ تمام حدود بھی نظروں کے سامنے آجاتیں جو ایک بادشاہ اور اس کے رسول کے درمیان فاصل رہنی چاہئیں اس لئے محبت و اطاعت کے ان تمام جذبات کے ساتھ ان کا جوہر توحید بھی کفر و شرک کی گرد سے کبھی بے آب نہ ہوتا۔

رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے:

درحقیقت یہ مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ تھا کہ ایک طرف اسلام کی نازک توحید خدا ہی کی اطاعت اور اسی کی محبت کا مطالبہ کرتی ہے اور دوسری طرف وہ اپنے سوا رسول کی محبت و اطاعت کا حکم بھی دیتی ہے۔ قرآن کریم نے بتایا کہ نسبت رسول کے بعد رسول کی ہستی درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوتی ہے پھر اس کی اطاعت و محبت خدا ہی کی محبت و اطاعت ہوجاتی ہے، اسی لئے فرمایا:

’’جو رسول کا کہنا مانے اس نے خدا ہی کا کہنا مانا۔‘‘

یعنی اصل حکم برداری تو خدا کی چاہئے، ظاہری سطح میں رسول کی اطاعت گو اس کے خلاف نظر آئے گی مگر حقیقت میں وہ خدا ہی کی حکم برداری ہوتی ہے بلکہ اس کی اطاعت و محبت کے بغیر، خدا کی محبت و اطاعت کا کوئی اور راستہ ہی نہیں اور اس طرح یہ اطاعت و محبت کتنی ہی پھیلتی چلی جائے گی مگر اس کا اصل مرکز خداتعالیٰ کی ذات پاک رہتی ہے۔

رسول و وکیل:

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوگیا کہ رسول خدا نہیں، اس کا اوتار و بروز نہیں اور اس کا بیٹا بھی نہیں، اب یہ سنئے کہ وہ اس کا وکیل و مختار بھی نہیں۔

عربی میں دوسرے کی خدمت سرانجام دینے کے لئے دو لفظ ہیں: (۱) رسول، (۲) وکیل۔ ان دونوں کا تصرف دراصل دوسرے کے لئے ہوتا ہے، اپنے لئے نہیں ہوتا مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ وکیل کا تصرف بہ نسبت رسول کے زیادہ وسیع اور زیادہ قوی ہے۔ وکیل اپنے موکل کی طرف سے مختار ہوتا ہے جو چاہے بطور خود بھی کرسکتا ہے، اسی لئے خصومت و جواب دہی کا بھی اس کو حق حاصل ہوتا ہے رسول صرف اس امانت کے پہنچادینے کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کے سپرد کی گئی۔ مثلاً اگر ایک بادشاہ کسی شخص کو اپنا وکیل و مختار بنادے تو اس کو حق ہے کہ وہ موقع و محل کے لحاظ سے جو مناسب سمجھے گفتگو کرلے بلکہ چاہے تو اس کے قوانین میں ترمیم و تنسیخ بھی کر ڈالے مگر ایک پیغامبر کو اس کے سوا کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیغام اس کے ذریعہ بھیجا گیا ہے وہ بے کم و کاست اس کو پہنچادے، اس لحاظ سے وکیل کی حیثیت گو بلند ہے مگر بہ لحاظ ذمہ داری سخت بھی بہت ہے۔ قرآن کریم نے بہت جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ جنہیں ہم بھیجیں گے وہ صرف ہمارے رسول ہوں گے نہ کہ وکیل، بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ جب خدا خود ہی سب کا وکیل بن گیا ہے تو اب اس کا وکیل کوئی اور کیسے ہوسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی بڑے سے بڑے انسان میں اس کی طاقت نہیں کہ وہ اس ذمہ داری کا بار اٹھاسکے جو خداتعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے، پھر اس کی طرف سے وکالت کیسے متصور ہوسکتی ہے۔

۱:… ’’اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا وکیل و کارساز ہے۔‘‘ (پ:۷)

۲:… ’’آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور سب کے لئے خدا کی ذات کارساز کافی ہے۔‘‘ (پ:۶)

۳:… ’’میرے سوا کسی اور کو اپنا وکیل اور کارساز مت بناؤ۔‘‘

۴:… ’’آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا رسول مقرر ہوا ہوں۔‘‘ (پ:۷)

۵:... ’’جو راہ یاب ہوا اپنے فائدہ کے لئے اور جس نے گمراہی اختیار کی اپنا ہی نقصان کیا اور میں تو تم پر وکیل ومختار مقرر نہیں ہوا کہ جوابدہی میرے سر ہو۔‘‘ (پ:۱۱)

۶:... ’’جو آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا جاتا ہے وہ آپ پہنچا دیجئے۔‘‘ (پ:۶)

۷:... ’’آپ کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے۔‘‘

۸:... ’’میں اپنے پروردگار کے پیغامات تمہارے پاس پہنچائے دیتا ہوں۔‘‘ (پ:۸)

۹:... ’’آپ کہہ دیجئے کہ میری طاقت نہیں ہے کہ میں قرآن کریم کو اپنی طرف سے بدل ڈالوں میرے پاس تو جو حکم آئے اس کا تابعدار ہوں۔‘‘ (پ:۱۱)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ رسول کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ احکام الٰہیہ پہنچا دے اور بس۔ شریعت کے ایک شوشہ اور ایک نقطہ بدلنے کا حق اس کو نہیں۔ کسی کی ہدایت وگمراہی کا بار اس پر نہیں اور نہ آخرت میں کسی کے اعمال کا وہ جواب دہ ہے۔ جہاں تک کارخانۂ عالم کی ذمہ داری وکارسازی کا تعلق ہے اس کے ذرہ ذرہ کی کفالت ووکالت خدائے تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے اور اس کا اعلان بھی کر دیا ہے اور رسولوں کی پوزیشن صاف کرنے کے لئے اپنی اور رسولوں کی زبانی یہ بات واضح کر دی ہے کہ ان کی حیثیت صرف رسالت کی حد تک ہے وکالت کی نہیں ہے تا کہ ہر انسان سوچ سمجھ لے کہ ہدایت وضلالت کی جوابدہی خود اسے براہ راست کرنی ہے جسے رسولوں کی ذات پر ٹالا نہیں جا سکتا۔

وکالت تو بہت دور کی بات ہے اگر کہیں ہر شخص سے خدائے تعالیٰ کا باتیں کرنا خالقیت کے خلاف نہ ہوتا تو شاید اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان رسالت کا واسطہ بھی نہ ہوتا، مگر جس طرح دنیا میں بادشاہ اپنی رعایا سے بلاواسطہ کلام نہیں کیا کرتے، اسی طرح خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی ہر مخلوق سے براہ راست کلام کرنا پسند نہیں فرمایا بلکہ اس کے لئے کچھ ہستیاں منتخب کر لی ہیں جو اس کی نظر میں اس کے لئے اہل بنائی گئی تھیں پھر ان میں بھی یہ حوصلہ نہیں کہ بے حجابانہ جب وہ چاہیں اس سے باتیں کر لیں۔ اس لئے ان کی برداشت کے بقدر اپنے ہم کلامی کی صورتیں مقرر کر دی ہیں:

۱:... ’’کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے باتیں کرے مگر اشارہ یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیجے، پھر وہ خدا کے حکم سے جو اس کو منظور ہو اس کا پیغام پہنچا دے۔‘‘ (پ:۲۵)

۲:... ’’یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو براہ راست غیب کی خبر دے دیا کرے، لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چھانٹ لیتا ہے۔‘‘

(آل عمران، پ:۳)

۳:... ’’وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر ہاں جس رسول کو چاہے پسند کر لیتا ہے اور انہیں جو بات بتانا چاہے بتا دیتا ہے۔‘‘ (سورۂ جن، پ:۲۹)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دستور نہیں رکھا کہ عام لوگوں کو بلاواسطہ غیب کی یقینی خبریں دیا کرے، بلکہ اس کام کے لئے وہ رسول کا انتخاب کرتا ہے اور ان کے ذریعہ سے پھر تمام مخلوق سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہ دستور اس لئے رکھا ہے کہ عام بشر تو درکنار رسول بھی اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ خدائے تعالیٰ سے جس طرح چاہیں بالمشافہ کلام کر سکیں، اس لئے ان سے کلام کرنے کی بھی چند صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ متکلم خود ذات پاک ہو مگر سامنے نہ ہو، بلکہ پس پردہ ہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر کلام۔

دوسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ کلام کرے۔ اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ نبی خود بشریت سے ملکیت کے قریب آ جائے۔ دوم یہ ملک یعنی فرشتہ بشریت کے قریب آ جائے ان دونوں صورتوں میں رسول سے بالواسطہ کلام ہوتا ہے۔ ان سب صورتوں میں چونکہ خدائے تعالیٰ کی ذات پاک رسول کے سامنے نہیں ہوتی، اس لئے کلام الٰہی کی شوکت وطاقت رسول کے لئے قابل برداشت ہو جاتی ہے، اگر کہیں آمنے سامنے آ کر کلام ہو تو بشریت کی ضعیف تعمیر برباد ہو جائے۔

(جاری ہے)

نوجوانانِ جنت کے سردار

حسنین کریمین رض

الحاج ابوالبرکات

ذیل میں حضرات حسنین کریمینؓ کے ان فضائل کا ذکر کیا جارہا ہے جوان کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جاری ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''حسنؓ اور حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔'' (ابن ماجہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین کریمینؓ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''حسنؓ اور حسینؓ دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ اور حسینؓ پیدا ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا: ''مجھے ان کے نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام حسنؓ وحسینؓ رکھے۔'' (مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت حسنؓ وحسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔'' (ترمذی شریف)

حضرت یعلی بن مرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں۔'' (ترمذی شریف)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ان دونوں یعنی حسنؓ وحسینؓ کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر اور شبیر کے نام پر رکھے ہیں۔'' (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ؐ نے حسنؓ اور حسینؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''یہ میرے بیٹے ہیں۔'' (حاکم، المستدرک)

حضرت سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں، ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میرے بیٹے کہاں ہیں؟ نے عرض کیا: علیؓ! انہیں ساتھ لے گئے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تلاش میں متوجہ ہوئے تو انہیں پانی کی جگہ پر کھیلتے ہوئے پایا اور ان کے سامنے کھجوریں بچی ہوئی تھیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: اے علی! خیال رکھنا، میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا۔'' (ترمذی شریف)

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دربار رسالت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسینؓ کو اپنی پشت مبارک پر سوار کر رکھا ہے اور آپ گھٹنوں کے بل تشریف لے جارہے ہیں، جب میں نے یہ شان دیکھی تو عرض کیا: ''اے ابوعبداللہ! آپ نے سواری تو بڑی اچھی پائی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرؓ! سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔''

حضرت اسامہ بن زیدؓ ارشاد فرماتے ہیں، ایک رات میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ ؐ باہر تشریف لائے تو کچھ اٹھائے ہوئے تھے، جسے میں نہیں جان سکا۔ دریافت کیا: آپ کیا اٹھائے ہوئے ہیں؟ آپ ؐ نے چادر مبارک اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ آپ ؐ کے دونوں پہلوؤں میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں، اور فرمایا: ''اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی انہیں محبوب رکھ اور جو ان سے محبت کرتا ہے، انہیں بھی محبوب رکھ۔'' (ترمذی شریف)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت امام حسینؓ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں آپ کی داڑھی مبارک میں داخل کردیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا، پھر فرمایا: ''اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما کہ جو اس سے محبت کرے۔'' (نورالابصار)

حضرات حسنین کریمینؓ میں سے کوئی بیت اللہ کے طواف کے لئے نکلتا تو آپ سے سلام و مصافحہ کے لئے لوگ پروانہ وار ٹوٹ کر گرتے کہ ڈر لگتا کہ کہیں انہیں تکلیف وصدمہ نہ پہنچے۔ ایک

موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں جو حسینؓ سے محبت کرے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا، حسینؓ میری اولاد کی اولاد ہے۔“ (ترمذی شریف)

حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ کو بھی حسنین کریمینؓ اور خاندانِ نبوت سے بہت زیادہ عقیدت و محبت اور الفت تھی۔ حضرت حسینؓ جب بچپن میں پہلی مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے آئے تو آپ نے بے اختیار عقیدت و محبت میں فرمایا کہ: بیٹا! علیؓ کا ہے، مشابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔“

حضرت امام حسینؓ کی ولادت کی خوشخبری سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے، بچے کے کان میں اذان کہی، ولادت کے ساتویں دن حضرت علیؓ نے آپ کا نام حرب تجویز فرمایا، جسے بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے حسینؓ رکھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا عالم تو دیکھئے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوت میں خطبہ فرما رہے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ نیا لباس زیب تن کر کے مسجد میں داخل ہوئے، حضرت امام حسینؓ کا پاؤں کرتے میں الجھ گیا جس کی وجہ سے آپ گر پڑے۔ ذرا تصور کیجئے، کائنات کی سب سے معتبر ہستی، فخر کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خطبہ روک کر آپ کے پاس آئے اٹھایا اور آپ کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: ”حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں۔“

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسینؓ سے اپنے قلبی اور روحانی تعلق کے بارے میں واضح طور پر فرما رہے ہیں تو ہم پر واقعۂ کربلا اور امام حسینؓ کی محبت کا کیا اثر ہونا چاہئے؟ اپنی ذرا سی تکلیف پر ہم کس طرح پریشان ہو جاتے ہیں، اس حوالے سے میدانِ کربلا میں امام حسینؓ اور ان کے جاں نثاروں کی قربانی تو دیکھئے۔ میدانِ کربلا میں حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں نے کائنات کی عظیم ترین ہستی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو جس انداز میں بچایا۔ اسلامی تاریخ میں وہ ایک روشن مثال ہے۔ شہید کربلا حضرت امام حسینؓ نے تاریخ انسانیت کا جو معرکہ کربلا کے میدان میں سر کیا، اس کی عظمت کا اعتراف ابداً آباد تک ہوتا رہے گا۔

☆☆..............☆☆

سورۂ کہف کی تلاوت

حضرت سیدنا امام حسنؓ کو رات بھر عبادت کرنے کا بہت زیادہ شوق تھا، کیونکہ ان کی مبارک نگاہوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی تاریکیوں میں تنہائی میں ہونے والی عبادت ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک سجود سے کس طرح رات کی تاریکیوں کو مزین فرماتے تھے۔ ان کی نظروں کے سامنے ان کی مقدسہ و مطہرہ ماں سیدہ بتول خاتون جنتؓ کی زندگی مبارک کا مکمل نقشہ موجود تھا کہ وہ ساری ساری رات مصلّی پر بیٹھ کر اس کو اپنے مقدس آنسوؤں سے تر کر دیتی تھیں۔ سردیوں کی طویل رات کو ایک سجدہ میں ہی مکمل کر دیتی تھیں۔ رات کو نماز ادا کرنے کے بعد چکی پیستے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو جاتی تھیں۔ ان کی نگاہوں کے سامنے خلفائے راشدینؓ کی راتوں کے نقوش موجود تھے کہ وہ جنتی خلفاء کس طرح اپنے رب کے حضور عبادت میں لطف اندوز ہوتے تھے۔ نبوت کے گھرانے میں تربیت و پرورش پانے والے امام جن کے گھر کے در و دیوار آسمانی وحی یعنی قرآن پاک کی خوشبو سے ہر دم معطر رہتے تھے۔ سیدنا امام حسنؓ رات کا اکثر حصہ عبادت میں بسر کرتے اور رات کو سورۂ کہف کی تلاوت فرما کر اس کے انوارات و برکات کو بڑی دل جمعی کے ساتھ اکٹھے کرنے میں رغبت و شوق رکھتے تھے۔ سیدنا امام حسنؓ کی شب بیداری بھی کسی سے مخفی نہیں تھی۔ ان دونوں جنتی شہزادوں کو رات کی شب بیداری کا معمول تھا، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں، مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۲، ص:۲۷۰ میں حضرت طلحہؓ کی بیٹی حضرت ام اسحاق کے حوالے سے درج ہے:

”سیدنا امام حسنؓ رات کے ابتدائی حصے میں نماز میں مصروف رہتے تھے اور رات کا جب دوسرا حصہ شروع ہوتا تو سیدنا امام حسینؓ نماز میں مصروف ہو جاتے۔“ (فوائد نافعہ، ج:۲، ص:۱۲۸)

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

شہادتِ امامِ حسینؓ

مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ

دس محرم الحرام 61 ہجری کو میدانِ کربلا میں تاریخ اسلام کا انتہائی اندوہ ناک اور دلوں کو ہلا دینے والا سانحہ رونما ہوا۔ یزیدی افواج نے نواسۂ رسول، لختِ جگرِ فاطمہ وعلی حضرت امام حسینؓ، ان کی اولاد، اقربا اور اعوان و انصار کو انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہید کردیا۔ کوفے کی مساجد سے نماز جمعہ کے لئے ''اشھد ان محمد الرسول اللّٰہ'' کی صدائیں بلند ہورہی تھیں اور کربلا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسے کی گردن پر خنجر چلایا جارہا تھا۔ یہ وہی حسین ہیں جن کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔'' یعنی حسین میرے جگر کا ٹکڑا ہیں، میرے نسب کے امین ہیں اور میری برکات اور کمالات کا ظہور انہی کے ذریعے ہوگا۔

ان کی والدہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں، میرے وجود کا حصہ ہیں، جو انھیں ناراض کرے گا، وہ مجھے ناراض کرے گا۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین کے مبارک نام خود رکھے، انھیں اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی، ان کے بدن کے بوسے لئے، گود میں بٹھا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، کندھوں پر بٹھا کر سیر کرایا کرتے تھے۔

نبوت ورسالت کے بعد اسلام میں تقرب بارگاہِ الٰہی کے جو اعلیٰ مقامات ہیں، ان میں ایک نمایاں مقام، مقامِ شہادت ہے۔ جو خوش نصیب اس مقام پر فائز ہوجائے، اسے شہید کہتے ہیں۔ اس منصب کو مزید عزت بخشنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تمنا فرمائی۔

آپؐ نے فرمایا: ''میری آرزو ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

قرآن مجید میں اس منصب کے لئے ''قُتل فی سبیل اللّٰہ'' (یعنی: ''اللہ کی راہ میں قتل کیا جانا'') کے کلمات ارشاد ہوئے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں، انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمھیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔'' (البقرہ:154)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے، انھیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (اور) انھیں رزق دیا جاتا ہے۔'' (آل عمران:170)

اب یہاں بہ ظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص راہ خدا میں قتل کردیا گیا، ہمارے طبعی معیار اور مشاہدے کے مطابق طبعی طور پر وہ وفات پاگیا۔ تو قرآن یہ بات کیوں کہتا ہے کہ وہ زندہ ہے، اسے مردہ مت سمجھو۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حیات وموت کا ایک معیار حسی و طبعی ہے، اس اعتبار سے تو بلاشبہ شہید مرچکا ہے، اسے مردوں کی طرح دفن کردیا جاتا ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، اس کا ترکہ، اس کے ورثاء میں تقسیم ہوجاتا ہے، اس کی بیوہ عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن حیات وموت کا ایک فلسفہ وتصور یہ ہے کہ مقصد تخلیق اور مقصد حیات کو پالینے کا نام زندگی ہے، خواہ طبعی طور پر مرچکا ہو، اور مقصد حیات کو فراموش کردینے کا نام موت ہے، خواہ طبعی طور پر زندہ ہی کیوں نہ ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ مقصد تخلیق وحیات کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

(الذاریات:56)

مفسرین نے فرمایا کہ یہاں عبادت سے مراد معرفت باری تعالیٰ ہے، کیوں کہ جب ذات باری تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل ہوگی تو اس امر کا یقین ہوگا کہ خالق ومخلوق اور عبد اور معبود کا باہمی تعلق کیا ہے۔ اس کی رضا کے حصول کا راستہ کون سا ہے۔ مقام عبدیت یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت حتیٰ کہ عزیز ترین نعمت ''جان'' کو اس کی راہ میں قربان کردیا جائے۔ اور جو خوش نصیب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ''نعمت

حیات'' کو اس کی راہ میں قربان کر دے تو اسے ''بقائے دوام'' اور ''حیات ابدی'' کی نعمت مل جاتی ہے۔

گویا زندگی کبھی تحفظ و بقائے حیات کا نام ہے اور کبھی ''جان عزیز'' کو جاں آفریں (خالق) کی راہ میں قربان کر دینے کا نام ہے، بلکہ ''معراج حیات'' یہی ہے۔

اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ خالق کے نام پر اور اس کی ذات کے لئے فنا ہی میں ''بقائے دوام'' ہے، اور فطرت کا عام قانون یہی ہے کہ ہر ادنیٰ چیز اپنے سے اعلیٰ چیز میں فنا ہو کر ہی بقا پاتی ہے، یعنی کسی اعلیٰ مرتبے اور منصب کو پانے کے لئے اپنی ہستی اور ''انا'' کو قربان کرنا پڑتا ہے، کسی بھی درخت کا تخم یا بیج جب اپنے وجود کو فنا کرتا ہے تو پھر وہ پودے کی شکل اختیار کرتا ہے، پروان چڑھتا ہے، برگ و بار لاتا ہے اور گل و گلزار بنتا ہے۔ نباتات، حیوانات کی غذا بن کر ان میں فنا ہوتے ہیں، حیوانات، انسان کی غذا بن کر اس کا جزو بدن بنتے ہیں۔ ساری کائنات انسان کے لئے تابع اور مسخر کر دی گئی ہے تو لازم ہے کہ انسان جو افضل المخلوقات ہے، اگر بقائے دوام چاہتا ہے تو اپنی ذات کو اعلیٰ ترین ہستی، ذات باری تعالیٰ کی راہ میں قربان کر کے ''حیات ابدی'' کی منزل سے ہم کنار ہو جائے۔

لفظ شہید ''شہادت'' سے بنا ہے اور ''شہادت'' کے معنی ہیں: ''گواہی'' اور ''کسی مقام پر حاضر و موجود ہونا'' شہید کو شہید اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ظاہری حال اس کے مقبول بارگاہ ہونے پر گواہ ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت اعزاز و اکرام کے طور پر فرشتے اس کی روح کے استقبال کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ''بلاشبہ جن لوگوں نے کہا، ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور بشارت دیتے ہیں) کہ تمہیں نہ تو کسی (آنے والے خطرے) کا خوف ہونا چاہئے اور نہ ہی (کسی گذشتہ بات کا) رنج و ملال، اور اس جنت کی خوش خبری سنو، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔'' (حم السجدہ: 23)

شہید کو شہید اس لئے بھی کہتے ہیں کہ دنیا سے وفات پاتے ہی اس کی روح جنت میں حاضر و موجود ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ابتلا و آزمائش کی کئی صورتیں ہیں: کبھی انسان پر دشمن کا خوف مسلط کر دیا جاتا ہے، کبھی فاقہ و افلاس میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، کبھی مال سے محروم کر دیا جاتا ہے اور کبھی اسے ثمرات دنیا سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ ثمرات (پھل) سے مراد اولاد کی قربانی بھی ہے۔ اور کبھی انسان کو اپنی سب سے عزیز ترین متاع یعنی جان کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے۔ غرض جس کا امتحان جتنا سخت ہوگا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا مرتبہ بھی اتنا ہی بلند ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے (کبھی) خوف اور (کبھی) بھوک اور (کبھی) جان و مال اور ثمرات (دنیاوی نعمتوں اور اولاد) کی کمی کے ذریعے۔ اور (ایسے حالات میں) صبر کرنے والوں کو (جنت کی) بشارت دے دیجئے۔'' (بقرہ: 155)

اگر کسی کے لئے ابتلا و آزمائش اور امتحان کے یہ سارے مراحل اور مصائب جمع کر دیے جائیں تو وہ کمال ایمان اور کمال شہادت کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہوتا ہے۔

معرکۂ کربلا میں حضرت امام حسینؓ کے لئے قربانی کی یہ تمام صورتیں یک جا کر دی گئی تھیں۔ دشمن کا خوف، وطن سے دوری، وسائل حیات کا فقدان، احباب، اقرباء، اولاد حتیٰ کہ بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی قربانی، خواتین کے مصائب و آلام اور پھر عالم مظلومیت میں جان کی قربانی، ایسی بے مثال اور لازوال قربانی کی نظیر تاریخ اسلام، بلکہ تاریخ انسانیت میں بہت کم ملتی ہے۔

امام حسینؓ نے یہ قربانی طلب اقتدار اور حصول منصب کے لئے نہیں دی، بلکہ دین حق کی سربلندی اور اسلامی اقدار کے احیاء اور ظلم و تعدی کو مٹانے کے لئے دی تھی۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: ''اے اللہ کے رسول! ایک شخص (اپنی ذاتی، گروہی، قبائلی یا قومی) حمیت و عصبیت کے لئے لڑتا ہے، ایک شخص صرف اس لئے لڑتا ہے کہ دنیا میں اس کی شجاعت کے چرچے ہوں، ان میں سے اللہ کی راہ (اور رضا) میں کون ہے؟''

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ، جو صرف اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین سربلند ہو۔''

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
تبلیغی اسفار

منصورہ میں جماعت اسلامی کے امیر سے ملاقات: منصورہ جماعت اسلامی کا سکریٹریٹ ہے، جس کا باقاعدہ دفتری نظم ہے۔ سیکریٹریٹ میں امیر جماعت جناب سراج الحق، ناظم اعلیٰ جناب لیاقت بلوچ، جناب فرید احمد پراچہ اور دیگر عمائدین کے دفاتر ہیں۔ امیر جماعت سے ملاقات کے لئے ان کے سیکریٹری جناب سمیع الحق سے درخواست کی۔ سیکریٹری نے امیر جماعت کو وفد ختم نبوت کا بتلایا تو انہوں نے وفد کو اپنے دفتر میں بلالیا اور بڑی محبت سے پیش آئے، وفد نے ایک تو انہیں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا دعوت نامہ پیش کیا جس کا محترم نے وعدہ فرمایا۔

دوسرے وفد نے انہیں ہالینڈ کے خاکوں کے متعلق تشویش سے آگاہ کیا نیز انہیں بتلایا کہ جناب عمران خان کی حکومت قائم ہونے سے پہلے موٹرویز اور ہائی ویز پر واقع پلازوں پر سے درود پاک کے کتبے اتار دیئے گئے۔ اس پر انہیں اپنا کردار ادا کرنے کی درخواست کی۔

وفد نے انہیں کہا کہ عمران خان یہودیوں سے، قادیانیوں سے امریکا اور یورپ سے کیا وعدے کرکے آئے ہیں؟ اگر خدانخواستہ ختم نبوت کی آئینی ترمیم کو منسوخ کرنے کا یا بے اثر کرنے کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے یا ناموس رسالت کے قانون کو چھیڑا جاتا ہے تو اس میں کردار ادا کرنے کی درخواست کی، اس پر بھی امیر جماعت نے وعدہ کیا۔ امیر محترم سے فارغ ہوکر جناب فرید احمد پراچہ کو دعوت نامہ دیا اور جناب حافظ محمد ادریس حفظہ اللہ سے بھی ملاقات کی۔

مولانا محمد اجمل قادری سے ملاقات: مولانا میاں محمد اجمل قادری خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ شیرانوالہ گیٹ لاہور کے سجادہ نشین ہیں، جس کے بانی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ تھے، مجاہد تحریک آزادی ہند مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے، آپ کے والد محترم شیخ حبیب اللہ سکھ سے مسلمان ہوئے۔ مولانا سندھیؒ حضرت شیخ حبیب اللہؒ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے، آپ نے سکھ مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ مولانا سندھیؒ حضرت لاہوریؒ کو لے کر دین پور شریف حاضر ہوئے اور حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ نے انہیں کم عمری کے باوجود اپنے آغوش بیعت میں لے لیا اور انہیں مولانا سندھی لے کر امروٹ شریف، بعد ازاں پیر دے جھنڈا لے گئے، انہیں تعلیم وتربیت فرماتے رہے، پیر جھنڈا میں مولانا سندھیؒ سے چھ سال پڑھا اور پھر پڑھانا شروع کیا۔ مولانا سندھیؒ نے اپنی صاحبزادی کا ان سے نکاح بھی کیا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے حکم پر مولانا سندھی دیوبند تشریف لائے اور جمعیت الانصار کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نیز نظارۃ المعارف الاسلامیہ کا استاذ و مربی حضرت لاہوریؒ کو بنایا گیا۔ تحریک آزادی کے جرم میں آپ کو گرفتار کرکے کچھ عرصہ راہوں ضلع جالندھر میں رکھا، جب رہائی کا وقت آیا تو آپ کو لاہور میں نظر بند کردیا اور قیامِ پاکستان سے پہلے آپ نے شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں تعلیم وتربیت اور دورۂ تفسیر پڑھانے کا آغاز کیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے اور جیل میں آپ کو زہر دیا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو آپ کو مرکزی امیر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۶۲ء میں آپ کی رحلت ہوئی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو آپ کی ضمانت دینے والا کوئی نہ تھا، جب آپ کا انتقال ہوا تو ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور میانی صاحب کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی تو کئی دن تک آپ کی قبر سے خوشبو آتی رہی۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کو آپ کا جانشین اور خانقاہ شیرانوالہ کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔ حضرت موصوف دارالعلوم دیوبند کے فاضل، حضرت مدنیؒ کے شاگرد رشید، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے تربیت یافتہ تھے، آپ نے اپنے والد محترم کی خانقاہ کو والد محترم کے طرز پر چلایا۔

آپ تحریک ختم نبوت کے سرپرستوں اور خدام میں سے تھے، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کل جماعتی مجلس عمل کی تشکیل آپ کی خانقاہ میں ہوئی اور آپ صوبہ پنجاب کے صدر چنے

گئے۔ آپ تحریک کے مرکزی اجلاسوں کی زینت ہوتے تھے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ اور چناب نگر میں شرکت فرماتے۔ ۲۸/اپریل ۱۹۸۵ء کو رحلت فرما گئے۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے چار حضرات کو اکٹھے خلافت سے سرفراز فرمایا، جن میں حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ، حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری، حضرت اقدس مولانا قاری عبدالحی عابد اور حضرت اقدس میاں محمد اجمل قادری مؤخر الذکر آپ کے جانشین مقرر کیے گئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی معیت میں ۱۵/اگست بعد نماز عصر ان سے ملاقات ہوئی اور آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا دعوت نامہ پیش کیا۔

مولانا محمد امجد خان سے ملاقات: موصوف جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ موصوف نے نصف صدی سے زائد لاہور میں دین اسلام کی حفاظت و چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ ایک عرصہ تک جمعیت علماء اسلام کے قائم مقام امیر بھی رہے۔ خطیب اسلام کے نام سے یاد کیے جاتے تھے، جب خطیب اسلام کا لفظ آتا مولانا محمد اجمل خانؒ مراد ہوتے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۲۱/مئی ۲۰۰۲ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد امجد خان زید مجدہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ آپ خطابت میں اپنے والد محترم کی کاپی ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اطلاعات رہے ہیں، آج کل مرکزی ناظم کے عہدہ پر فائز ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے قائدین سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی معیت میں مغرب کی نماز ان کے مرکز جامعہ رحمانیہ میں ادا کی اور انہیں چناب نگر کانفرنس منعقدہ ۲۵، ۲۶/ اکتوبر میں شرکت کا دعوت نامہ دیا۔ موصوف نے شرکت کا وعدہ فرمایا۔

جامع مسجد مکی انار کلی لاہور: مکی مسجد کے ایک سابق امام وخطیب قاری نذیر احمد مرحوم تھے جو مولانا کریم بخش علی پوریؒ کے زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ رہے، ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری محمد زبیرؒ مکی مسجد کے خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر رہے۔ ان کے فرزندان گرامی قاری محمد حذیفہ، قاری محمد اسامہ سالم خطیب وامام ہیں۔ ۱۶/اگست کو عصر کی نماز کے بعد مکی مسجد میں درس ہوا۔

جامع مسجد ربانیہ نشاط کالونی: مسجد کے خطیب مولانا مشتاق احمد ربانیؒ تھے۔ بنیادی طور پر ان کا تعلق بنگلہ دیش سے تھا۔ سقوط بنگال سے پہلے لاہور تشریف لائے۔ مختلف دینی مدارس سے تعلیم حاصل کی۔ لاہور میں شادی ہوگئی اور لاہور کے ہوکر رہ گئے فنافی الجمعیت تھے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ پر دل و جان سے فدا تھے۔ مولانا کے متعلق ذرہ برابر کوئی گستاخانہ جملہ سن نہ سکتے تھے۔ نشاط کالونی کی ربانی مسجد کے ایک عرصہ تک خطیب رہے ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندان گرامی مولانا محمد اشفاق شاہ، حافظ محمد طارق شاہ ان کی دعوت پر مولانا عبدالنعیم سلمہ کی معیت میں قربانی کے عنوان پر ۱۶/اگست عشاء کی نماز کے بعد بیان کیا۔

دورۂ سندھ کی تفصیلات

سندھ میں آنے کے بعد تین روز مولانا تجمل حسین کے حلقہ میں گزارے اور دو روز مولانا توصیف احمد سلمہ کے حلقہ میں جن کی تفصیلات پچھلے شماروں میں آچکی ہیں۔

جامعہ اسلامیہ قاسمیہ حیدرآباد روڈ: ماتلی کی بنیاد سندھ کے معروف خطیب اور عالم دین مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ نے ۱۹۹۶ء میں رکھی اور امام الصرف والنحو مولانا محمد عباس تھریؒ کو اس کا انچارج مقرر کیا۔ مولانا محمد عباس تھر کے علاقہ کے رہنے والے اور سندھ کے معروف عالم دین مولانا عبدالمجید النجارویؒ کے تلمیذ رشید تھے، جو ۲۰۱۲ء میں مدرسہ کے مہتمم وانچارج تھے۔ بہت ہی باہمت عالم دین تھے۔ اگر انہیں فدائے ختم نبوت کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ ان کی وفات کے بعد سے مولانا محمد رمضان سومرو مدظلہ اس کے ناظم اعلیٰ اور انچارج چلے آرہے ہیں۔ موخرالذکر فدائے ختم نبوت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ کے شاگرد رشید اور دارالعلوم کورنگی کراچی کے فاضل ہیں۔

جامعہ قاسمیہ میں درجہ خامسہ تک طلبا کرام زیر تعلیم ہیں، جن کی تعداد ۱۷۳ ہے۔ مدرسہ کی تعمیرات خوبصورت ہیں۔ آٹھ کمروں کا بلاک موجود ہے اور چھ کمرے زیر تعمیر ہیں۔ عزیزی مولانا محمد حنیف سیال سلمہ کی وساطت سے یکم اگست کو ۱۱ سے پونے بارہ بجے تک خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سفر میں مولانا محمد

حنیف کے ساتھ ساتھ مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد کی رفاقت بھی رہی۔

بیت السلام نیو مسلم کالونی ماتلی: دارالعلوم الحسینیہ ملک عزیز کی نامور دینی درسگاہ ہے جو شہداد پور میں عظیم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ دارالعلوم کی سندھ میں کئی شاخیں کام کررہی ہیں، ان میں سے ایک شاخ ماتلی ضلع بدین میں بیت السلام کے نام سے ۲۰۰۹ء نیو مسلم کالونی میں کام کررہی ہے۔ اس ادارہ کے اہداف میں سے اہم ترین مقصد غیر مسلم حضرات کو دین اسلام کے نور سے روشناس کرانا ہے۔ نیز جو غیر مسلم حضرات اپنی رضا و رغبت سے اسلام قبول کرلیتے ہیں۔ ادارہ انہیں قیام وطعام اور تعلیم وتربیت کا انتظام کرکے انہیں اپنے قدموں پر کھڑا کرتا ہے۔ ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۵ء تک ۹۷۰ افراد پر مشتمل ۲۲ خاندان اسلام قبول کرکے ابتدائی دینی تعلیم وتربیت حاصل کرچکے ہیں نیز بیت السلام میں دینی تعلیم کا معقول انتظام ہے جس میں سینکڑوں طلبا زیرتعلیم ہیں۔ ادارہ میں ۱۶ اساتذہ کرام، ایک ڈسپنسر، دو اسکول ٹیچر، باورچی، ۲ چوکیدار، مالی، ڈرائیور، خادم پر مشتمل عملہ خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس سارے نظم کی نگرانی شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم، قاری عبدالرشید معتمدین دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور فرمارہے ہیں۔ یکم اگست جامعہ اسلامیہ حیدرآباد روڈ ماتلی سے فارغ ہوکر عصر تک قیام وآرام کی سعادت اور عصر کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی میں جلسہ: مدرسہ تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی میں بہت قدیمی مدرسہ ہے، جس کا سنگ بنیاد ۱۳۰۱ھ میں اس وقت کے معروف عالم دین اور عارف باللہ مولانا لال محمد نے رکھی۔ اس وقت مدرسہ کا اہتمام مولانا حافظ محمد زبیر مدظلہ سنبھالے ہوئے ہیں جہاں درجہ خامسہ تک ۲۷۵ طلبا زیرتعلیم ہیں۔ نیز بنات کا شعبہ بھی کامیابی سے چل رہا ہے۔ ۲؍اگست عشاء کی نماز کے بعد مدرسہ کی مسجد قاضی مبارک میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا حافظ محمد زبیر مدظلہ نے فرمائی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا توصیف احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

مدرسہ بدرالعلوم بدین: مدرسہ بدرالعلوم بدین کی بنیاد مولانا عبدالستار جاوڑہ نے رکھی۔ موصوف فقیر منش انسان تھے۔ ۱۹۵۰ء میں ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئے، ہوش سنبھالا تو والدین نے انہیں دینی تعلیم وتربیت کے لئے مدرسہ تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی میں داخل کرادیا۔ درجہ عالیہ تک کتب ٹنڈو غلام علی میں پڑھیں، دورۂ حدیث شریف کی سعادت حاصل نہ کرسکے۔ مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی سجاول کے حکم پر بدین میں اہل حق کا ادارہ شروع کیا۔ مجذوب صفت انسان ہونے کے باوجود بہت ہی باہمت اور دبنگ انسان تھے۔ قادیانیت کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ مجلس کے مبلغین کی خوب سرپرستی فرماتے۔ بدین میں جہاں کہیں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا سنا خم ٹھونک کر میدان میں اترے اور کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ ۱۸؍اپریل ۲۰۱۴ء کو انتقال فرمایا۔ اب مدرسہ کا نظم ان کے معتمد مولانا مفتی محمد اسماعیل سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۲؍اگست دوپہر کا آرام وقیام بدرالعلوم بدین میں رہا۔

جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات بدین: مولانا عبدالغفار جمالی بہت ہی باہمت عالم دین ہیں، اپنے رفقاء کی امداد وتعاون سے ”سچ“ کے نام این جی او جس کے زیرانتظام ۱۰۰ مکاتب قرآنیہ گگر پھاٹک، عمر کوٹ، میرپور خاص، ٹنڈو الہیار، ٹنڈو محمد خان، سجاول، ٹھٹھہ، بدین، تھرپارکر کے دیہاتی علاقوں میں ایک نظم کے ساتھ چلارہے ہیں۔ ان مکاتب قرآنیہ میں ۲۸۵۰۰ طلبا وطالبات زیرتعلیم ہیں، جنہیں تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نیز ان کے عقائد کی اصلاح اور اخلاق تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ نیز مذکورہ بالا علاقوں میں مفت میڈیکل کیمپ، صاف پانی کی فراہمی، نئی مساجد کی تعمیر، مکاتب قرآن کے طلبا و طالبات میں کپڑوں کی تقسیم، قربانی کا گوشت، مستحق بچیوں کی شادی کرانا، تیموں کی کفایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ نیز دارالعلوم بدین کے نام سے ادارہ چل رہا ہے، جس میں ۲۰۰ طلبا زیرتعلیم ہیں، جامعہ خدیجۃ الکبریٰ بھی ان کے زیراہتمام چل رہا ہے، راقم کو گیارہ سے بارہ بجے تک بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

بخاری مسجد کنری میں خطبہ جمعہ: ۳؍اگست صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد عمر فاروق ربانی ٹاؤن ڈگری میں قرآن پاک کا درس دیا اور رات کا قیام بھی اسی مسجد میں رہا۔ اس مسجد کے خطیب و امام مولانا غلام مصطفیٰ جالندھری ہیں۔ صبح ناشتہ سے فارغ ہوکر کنری کا سفر کیا۔ کنری مجلس کا قدیمی مرکز ہے۔ بخاری مسجد کے نام سے خوبصورت مسجد موجود ہے، اس سے ملحق دفتر ہے۔ مسجد کے خطیب مولانا امان اللہ ہیں، دفتر بہت پرانا تھا اسے گراکر خوبصورت دفتر قائم کیا گیا، کنری مجلس کے زعما جناب حاجی محمد ناصر، چوہدری

محمد اقبال، چوہدری محمد سہیل، حافظ محمد ذیشان، حاجی محمد ارشد ہیں۔ تمام حضرات جمعہ سے قبل دفتر میں تشریف لائے اور مختلف امور پر گفتگو رہی۔ ایک زمانہ تھا کہ مجلس کے زعماء اور بانیان کو کوئی پانی پوچھنے والا نہیں تھا، آج اللہ پاک کا فضل وکرم ہے کہ مجلس کی اپنی مسجد، اپنا مدرسہ، اپنا دفتر ہے۔ ضلع بدین کے مبلغ مولانا مختار احمد سلمہ دفتر میں تشریف لاتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً تشریف لاکر درس دیتے ہیں، تو راقم نے بخاری مسجد (بنام امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) مولانا توصیف احمد نے مکہ مسجد، مولانا مختار احمد نے فاروقیہ مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور نماز عصر تک دفتر میں قیام رہا۔

محمدی مسجد چیس آباد میں جلسہ: ۳ راگست عشاء کی نماز کے بعد محمدی مسجد میں جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت پروفیسر مولانا محمد اسلم مہتمم مدرسہ اشرف المدارس نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد ”قومی اسمبلی میں ختم نبوت کا عظیم الشان معرکہ“ کے عنوان پر راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ رات کا قیام وآرام جامعہ اشرف المدارس میں رہا، جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ شیخ الجامعہ اپنی تنخواہ میں سے تمام اساتذہ کرام کو وظائف دیتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد راقم نے مدینہ مسجد، مولانا توصیف احمد نے بلال مسجد اور مولانا مختار احمد نے توحیدی مسجد میں درس دیا۔ درس سے فراغت کے بعد میرپور خاص کی طرف روانہ ہوئے۔ میرپور خاص میں ایک عرصہ تک مولانا محمد علی صدیقیؒ مبلغ رہے اور میرپور خاص کی مدینہ مسجد میں دفتر رہا۔ موصوف کی وفات کے بعد اللہ پاک نے جرواری چوک مصطفی ٹاؤن میں ۵۶۰۰ فٹ پر مشتمل پلاٹ عنایت فرمایا، جہاں مسجد اور دفتر زیر تعمیر ہے۔ ۴ راگست دفتر کی زیارت کے لئے مولانا توصیف احمد، مولانا مختار احمد کی معیت میں حاضری ہوئی۔ دن کا آرام وقیام مدرسہ مظہر العلوم خانقاہ مسیح الامت میں رہا۔ مدرسہ وخانقاہ حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا حکیم محمد مظہر دامت برکاتہم کی نگرانی میں چل رہا ہے۔

مدرسہ مظہر العلوم میرواہ روڈ میرپور خاص:

مدرسہ کا سنگ بنیاد حضرت اقدس مولانا حکیم محمد مظہر مدظلہ نے ۲۰۱۳ء میں رکھا۔ ایک خوبصورت مسجد اور اس کے ساتھ ملحقہ مدرسہ کے کمرہ جات چند ہی دنوں میں تعمیر ہوگئے اور ۲۰۱۴ء میں تعلیم کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ اس وقت مدرسہ میں چار استاذ قرآن پاک حفظ وناظرہ اور ابتدائی عصری تعلیم کے لئے نئی نسل کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ حسن اتفاق حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۴ راگست کو اپنے قائم کردہ مدرسہ مظہر العلوم، جامع مسجد وخانقاہ مسیح الامت (بنیاد حضرت مولانا مسیح اللہ خان خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ) میں تشریف لائے۔ راقم کا ۴ راگست کو سارا دن قیام مدرسہ میں رہا اور حضرت والا کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت والا کو جماعتی سرگرمیوں سے آگاہ کیا، جس پر حضرت والا نے اظہار مسرت کیا اور مجلس کے زیر تعمیر دفتر اور جامع مسجد کا دورہ کیا اور جلد از جلد تعمیر کی دعا کی۔ عصر کی نماز سے پہلے موصوف نے اپنا نوکوٹ کا سفر شروع فرمادیا۔

جامع مسجد اقصیٰ میرپور خاص: مولانا شبیر احمد کرنالوی مجلس میرپور خاص کے پرانے بزرگوں میں سے ہیں جو عرصہ سے مجلس کے ساتھ وابستہ چلے آرہے ہیں۔ ان کو اللہ پاک نے کئی ایک بیٹوں سے نوازا ہے اور ان میں سے تین عالم دین ہیں۔ بڑے فرزند مولانا مفتی منیر احمد محکمہ اوقاف کراچی کے ڈسٹرکٹ خطیب ہیں۔ ایک بیٹے ان کے ساتھ نورانی مسجد میں معاون خطیب وامام ہیں، ایک اور فرزند ارجمند مولانا ظہیر احمد جامع مسجد اقصیٰ کے خطیب ہیں۔ ان کی مسجد میں ۴ راگست کو عشاء کی نماز کے جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا شبیر احمد کرنالوی نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا مختار احمد نے سرانجام دیئے۔ راقم کا ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے تفصیلی بیان ہوا۔ اختتامی دعا مولانا کرنالوی نے فرمائی اور رات کا قیام وآرام مدرسہ مظہر العلوم میں رہا۔

مانوخان چانڈیو میں ختم نبوت کانفرنس:

مانوخان چانڈیو، چانڈیو قوم کا ایک بہت بڑا گوٹھ (چک) ہے، جہاں سے ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کے لئے ایک سو کے لگ بھگ سندھی مسلمان شرکت فرماتے ہیں اور بڑے جوش وجذبے سے شریک ہوتے ہیں۔ مولانا مختار احمد اور مولانا تجمل حسین نے باہمی مشاورت سے ۵ راگست کو ان کی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس رکھی جو مغرب کی نماز کے بعد سے لے کر رات گئے تک جاری رہی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا مختار احمد نے اردو اور سندھی زبان میں ملی جلی تقریر کی۔ ازاں بعد راقم کا تقریباً ایک گھنٹہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ نماز عشاء کے بعد مولانا خان محمد پٹھان، مولانا سندھی کے خطابات ہوئے اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ راقم نے مولانا مختار احمد کی رفاقت میں نواب شاہ کا سفر کیا۔ رات کا آرام وقیام بھائی شکیل کے ہاں رہا۔

مولانا عبیداللہ ازہرؒ کی وفات حسرت آیات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا عبیداللہ ازہرؒ ہمارے حضرت بہلویؒ (مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی) کے پوتے، حضرت بہلویؒ کے فرزند اکبر حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین تھے۔ اول الذکر کی وفات کے بعد آپ کا زیادہ تر حلقہ ثانی الذکر سے متعلق رہا۔ ثانی الذکر کی وفات کے بعد ان کے مریدین، متعلقین کو مولانا عبیداللہ ازہرؒ نے سنبھالا، اپنے والد محترم کی طرح مریدین کے ہاں اصلاحی و تبلیغی دورے فرماتے اور انہیں سلسلۂ نقشبندیہ کے مطابق اذکار کی تلقین فرماتے۔ اجتماعی ذکر بالجہر سلسلۂ قادریہ کے مطابق فرماتے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے جدامجد کے قائم کردہ مدرسہ اشرف العلوم حبیب آباد میں حاصل کی، ان دنوں مدرسہ اشرف العلوم میں فاضل دیوبند مولانا دوست محمد آف کبیر والا، امام الصرف مولانا محمد اشرف شاد اور دیگر اساتذہ کرام معلمی کا فریضہ انجام دیتے تھے، کچھ عرصہ کے لئے ایک منطقی عالم دین جو ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے اور فاضل اجل استاذ تھے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا، جہاں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمد گکھڑوی، علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ، استاذ القرأ مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ جیسی شخصیات علوم و معارف کے دریا بہاتی تھیں۔ اصلاحی تعلق اپنے جدامجد حضرت بہلویؒ سے رہا، ان کی وفات کے بعد اپنے والد محترم کے مجاز اور جانشین مقرر ہوئے۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ نے ریلوے پھاٹک کراس کرکے جامعہ اور خانقاہ بہلویہ کے نام سے علیحدہ مرکز قائم کیا تاکہ بھائیوں میں اختلاف نہ ہو۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے اپنی خلافت و نیابت اور خانقاہ جانشینی فرزند اکبر مولانا عبیداللہ ازہرؒ کے سپرد کی، جبکہ جامعہ بہلویہ کا اہتمام اور انتظام دوسرے بیٹے قاری حبیب اللہ، قاری شفیق الرحمٰن کے سپرد کرگئے۔ حضرت کے زمانہ میں چونکہ مدرسہ و خانقاہ کا نظم خود حضرت والا کے ہاتھوں میں تھا، صحیح راہ پر گامزن رہا، جب خانقاہ اور مدرسہ کا نظم الگ الگ ہوگیا تو مدرسہ میں وہ جان نہ رہی تاہم دونوں اپنی اپنی جگہ پر گامزن رہے۔

مولانا عبیداللہ ازہرؒ نے بھی اپنے والد محترم کی طرح جامعہ بہلویہ کے قریب مرکز نہ بنایا بلکہ شیر شاہ روڈ ملتان پر فہد ٹاؤن میں دارالعلوم بہلویہ کے نام سے مدرسہ و مسجد اور خانقاہ کی بنیاد رکھی، ہر سال صوفیاء کرام کا اجتماع منعقد کراتے، دو تین مرتبہ راقم الحروف کو شرکت

مولانا محمد رمضان آزادؒ ماتلی.... تذکرہ وتعارف

مولانا محمد رمضان آزاد ماتلی ضلع بدین صوبہ سندھ کے رہنے والے تھے، کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بھی رہے۔ زیادہ عرصہ گھر سے باہر رہنے کو برداشت نہ کرتے ہوئے مبلغ کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگئے اور ماتلی میں بنات کا ادارہ شروع کردیا۔ جماعت کی ملازمت سے استعفیٰ کے باوجود جماعت کے ساتھ تعلق میں کمی نہ آنے دی، جب بھی کوئی نیا مبلغ بھیجا جاتا موصوف اس کے تعارف کے لئے بھرپور تعاون فرماتے۔ ۲راگست کو ماتلی جانا ہوا تو ماتلی میں ہمارے جماعتی دوست جناب محمد اعجاز ہیں، انہیں ہماری آمد کی اطلاع ہوئی تو موصوف مدرسہ بیت السلام جس کا تذکرہ گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے میں تشریف لے آئے، تو میں نے مولانا محمد رمضان آزاد کے متعلق دریافت کیا تو اعجاز بھائی کہنے لگے کہ مولانا محمد رمضان تو ۲۱ر مارچ ۲۰۱۷ء کو رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں ان کے قائم کردہ بنات کے ادارہ کو ان کے لئے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک عرصہ سے جگر کے مریض چلے آرہے تھے: ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔''

جگر کے مرض کے ساتھ فالج کا اٹیک ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا اور آپ کی ۱۳/ اگست گیارہ بجے رات روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے پیچھے چھ صاحبزادے چھوڑے، بڑے بیٹے کا نام قاری عمر فاروق ہے دوسرے بیٹے کا نام ابوبکر صدیق ہے، جس نے آپ کی بہت خدمت کی بلکہ خدمت کا حق ادا کردیا، آپ نے اپنے بڑے بیٹے قاری عمر فاروق کو وصیت کی کہ تمام بھائیوں کا خیال رکھنا اور ان کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتنا۔

آپ کے ایک فرزند ارجمند کا نام دادا تاج الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے نام پر عبداللہ رکھا، جو مشکوٰۃ شریف کا طالب علم ہے، اس سے آپ کو بہت امیدیں وابستہ تھیں۔

ایک بیٹا قاری ابو ہریرہ ہے جو ابھی درمیانے درجہ کی کتب میں زیر تعلیم ہے۔ جانشینی ابوبکر صدیق کے سپرد کی اور مدرسہ قاری ابوہریرہ کے سپرد فرمایا۔ ضعف کی وجہ سے مجالس ذکر میں شرکت نہ فرماسکتے تھے، تاہم تمام بیٹوں کو اتباع سنت، تقویٰ وطہارت، دین اسلام پر قائم ودائم رہنے، سلسلۂ نقشبندیہ کے ساتھ وابستگی کی تمام کو وصیت کی۔ نیز یہ بھی وصیت کی کہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کے دامن کو نہ چھوڑنا، آپس میں اختلاف وانتشار سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرنا، نیز ایصال ثواب کی بھی ہدایت کی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے بہت گہرے دوست عالم دین، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے مہتمم مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ جو آپ کے دُکھ سکھ کے ساتھی رہے نے آپ کی نماز جنازہ کی امامت سرانجام دی۔ جنازہ میں دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم مولانا ارشاد احمد، دارالعلوم رحیمیہ ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد ادریس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد انس، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جامعہ حنفیہ قادریہ ملتان کے شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال، جامعہ محمودیہ جھنگ صدر کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم، پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے صدر مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور کے فرزند ارجمند مولانا سیّد عبدالمعبود، جامعہ خیرالمدارس ملتان کے استاذ التفسیر مولانا محمد عابد مدنی سمیت درجنوں علماء کرام، ہزاروں عوام نے شرکت کرکے خاندان بہلویؒ کے ساتھ قلبی عقیدت کا اظہار کیا۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرماکر سیئات سے درگزر فرمائیں اور آپ کے ادارہ اور اولاد کو آپ کے لئے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

بقیہ: شہادتِ امام حسینؓ

ایسے مجاہد کا اللہ کی بارگاہ میں اتنا بلند مقام ہے کہ قرآن مجید کی سوویں سورت ''العدیات'' کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ، مجاہدین کے ہانپتے ہوئے گھوڑوں، ان کے قدموں کی رگڑ سے نکلنے والی چنگاریوں، ان کے علی الصبح حملہ کرنے کی ادا، ان کے قدموں سے اڑنے والی گرد اور ان کے دشمن کی صفوں میں گھس جانے کی قسم فرماتا ہے۔ اندازہ لگایئے! نگاہِ الوہیت جل وعلا میں جس مجاہد کے گھوڑے کی ادائیں اس قدر دل کش و دل ربا ہوں، خود اس مجاہد کی کیا شان ہوگی؟ یہ تو عام مجاہد کا مقام ہے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسے کی مظلوم شہادت کا کیا درجہ ہوگا؟

یہی وجہ ہے کہ اگرچہ دنیاوی معیار اور مشاہدے کے مطابق اس وقت یزید فاتح بن گیا تھا اور حضرت امام حسینؓ شہید ہوگئے تھے، وقتی طور پر یزید کی سلطنت وحکومت قائم رہی تھی، لیکن آج کرۂ ارض پر ایک صاحب ایمان فرد بھی ایسا نہیں ملے گا جو اپنے آپ کو فخر سے ''یزیدی'' کہے، جب کہ اپنے آپ کو حسینی، بلکہ امام حسین کے قدموں کی خاک سمجھنے اور کہلانے والے کروڑوں ملیں گے۔

البتہ یہ بھی ایک افسوس ناک اور تلخ حقیقت ہے کہ آج بلاشبہ امام حسینؓ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے تو لاتعداد ہیں، لیکن کردار حسینؓ کا مظہر کوئی نہیں۔ امام حسین سے عقیدت و محبت کا دعویٰ ہر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کرتا ہے، حسینؓ سے محبت کے نعرے بھی ہر چار سو سنائی دیتے ہیں، لیکن حسینیت کی اعلیٰ اقدار کا حامل کوئی نہیں۔ ہر دور کے یزید وقت اور یزیدی اقدار کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں۔ ☆☆

۷؍ستمبر۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ

قسط:۳ آغا شورش کاشمیریؒ

۲۲؍جون: قادیانی مسئلے سے متعلق لوگوں کے جذبات بے پناہ ہوگئے ہیں۔ حکومت نے مری میں ملی سطح کی کانفرنس کے بعد کئی ایک اہم فیصلے کئے، جن میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ بھی شامل ہے اور ان قادیانیوں کی فہرستیں تیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ لائل پور میں ایک قادیانی نے اندھا دھند فائرنگ کرکے دو مسلمانوں کو زخمی کیا جس سے صورتِ حال میں تموج پیدا ہوگیا۔

۲۳؍جون: وزیر اعظم بھٹو نے آرمی ایجوکیشن کور کے سالانہ ڈنر سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ حکومت قادیانیوں کے مسئلے کو مستقل طور پر حل کرنے میں کامیاب ہوجائے گی۔ ایک سرکاری ترجمان نے مرزا ناصر احمد اور ظفر اللہ خان کے الزامات کو بے بنیاد قرار دیا اور بتایا کہ غیر ملکی اخبارات میں حقائق کو مسخ کیا جارہا ہے۔ لائل پور میں مسلمانوں پر مرزائیوں نے فائرنگ کی۔ ۴۲افراد گرفتار کرلئے گئے، جن میں ۱۹ مرزائی اور ۲۳ مسلمان ہیں۔ ڈی ٹائپ کالونی میں مکمل ہڑتال رہی، تمام صوبے میں مجلس عمل کے زیر اہتمام عظیم الشان جلسے ہورہے ہیں۔ مسٹر جاوید ہاشمی نے بہاولپور میں اعلان کیا کہ ہم وزیر اعظم بھٹو کو تحریک ختم نبوت کا مخالف ہرگز نہیں سمجھتے۔ مرزا ناصر احمد امریکی اخباروں کو پاکستان کے خلاف مسلسل بیان دے رہے ہیں۔ جسٹس صمدانی کی عدالت میں مسٹر صالح نور کے بیان سے قادیانی پریشان ہوگئے ہیں۔

۲۸؍جون: قادیانی اپنے بائیکاٹ کی تحریک سے بوکھلا چکے ہیں۔ جامعۃ الازہر مصر نے قادیانیوں کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ علامہ ارشد اور ان کے بعض ساتھیوں نے پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز پیش کی۔ اس قرارداد پر پیپلز پارٹی اور اپوزیشن کے ستر ارکان نے مشترکہ طور پر دستخط کئے، لیکن صوبائی اسپیکر نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ راولپنڈی میں مجلس عمل کا اجلاس طلب کرلیا گیا۔

۳۰؍جون: مرزائی اپنے مقاطعہ کی تحریک سے سخت پریشان ہیں اور انہیں اپنی تقدیر سامنے نظر آرہی ہے۔ جسٹس صمدانی کی عدالت میں تحقیقات جاری ہے۔ مجلس عمل نے ۲۸؍جون کو اپنے اجلاس میں قادیانی مسئلے کے حل میں تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا اور اس سلسلے میں کل ہی قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کا اعلان کیا، چونکہ وزیر اعظم بھٹو ڈھاکا میں ہیں۔ اس لئے اس بل کے مسئلے میں ایک آدھ دن کا التوا ہوسکتا ہے۔ سندھ میں آباد قادیانی اپنی جماعت کی وسیع اراضی میں پناہ لے رہے ہیں اور ان تمام شہروں کو چھوڑ چکے ہیں، جہاں مسلمانوں کی دینی حمیت کے چراغ روشن ہیں۔

یکم جولائی: اسلام آباد میں قومی اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قادیانیوں کو خارج از اسلام اقلیت قرار دینے کے لئے حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے متفقہ طور پر ایک خصوصی کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ تمام ارکان قومی اسمبلی کے ممبر ہوں گے۔ ان کی تعداد چالیس ہوگی اور ان میں دس رکن اپوزیشن کے ہوں گے۔ وزیر اعظم بھٹو اجلاس میں شریک ہوئے، بعض تفصیلات طے کرنے کے لئے اجلاس دو گھنٹہ ملتوی کیا گیا۔ اس کے بعد اپوزیشن کی قرارداد اور سرکاری تحریک دونوں متفقہ طور پر منظور کرلی گئیں، خصوصی کمیٹی کے اجلاس خفیہ ہوں گے۔ اجلاس آج ہی شروع ہوگئے۔ طریق کار وضع کرلیا گیا۔ مجلس عمل نے تحریک میں توانائی پیدا کردی ہے، کوئی سرکاری یا غیر سرکاری شخص، مرزائیت کی بلاواسطہ تو کیا، بالواسطہ حمایت کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ کراچی سے پشاور تک جلسہ ہائے عام منعقد کئے جارہے ہیں۔

۷؍جولائی: شورش کاشمیری کو حکومت پنجاب نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کرلیا، چونکہ شورش کاشمیری سخت بیمار تھا، لہٰذا گرفتار کنندہ مجسٹریٹ اور پولیس افسر انہیں میو

ہسپتال کے البرٹ وکٹر بلاک میں لے گئے اور وہاں پولیس کے زبردست پہرہ میں رکھ دیا۔ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ کردیا گیا۔ چٹان پریس کے علاوہ شورش کاشمیری کے بچوں کا پریس مسعود پرنٹرز بھی ضبط کرلیا گیا۔ تازہ شمارہ کی تمام کاپیاں بھی قادیانیت کی چہرہ کشائی کے جرم میں ضبط کی گئیں۔ نوائے وقت واحد روزنامہ ہے جو ختم نبوت کی تحریک میں مسلمانوں سے ہم آواز ہے اوران کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کررہا ہے۔ نوائے وقت نے سنسرشپ پر نکتہ چینی کی اور لکھا ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ باقی تمام اخبارات نیشنل پریس ٹرسٹ کے آغوش میں ہونے کے باعث منقار زیر پر ہیں، اکثر ایڈیٹر ہمارے ساتھ ہیں، لیکن ملازمت کے ہاتھوں مجبور ومحصور ہیں۔

انگریزوں کے زمانہ سے لے کر آزادی کے اس دور تک صرف چٹان ہی کو یہ شرف حاصل ہوا اور اس کے ایڈیٹر کے لئے باعث فخر وناز ہے کہ مسئلہ ختم نبوت میں دو دفعہ اس کے پریس ضبط کئے گئے۔ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ ہوا اور شورش کاشمیری قید کیا گیا، یہ پہلی اور آخری مثال ہے۔ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر میاں خورشید انور، میاں طفیل محمد اور مولانا عبدالستار نیازی نے حکومت کے اقدام کی مذمت کی ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند سید عطاء المحسن بھی اس سلسلہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ نوائے وقت نے اداریہ لکھا اور مرکزی مجلس عمل نے زبردست احتجاج کیا ہے۔ لاہور کی جامع مسجد نیلا گنبد میں زبردست احتجاجی جلسہ ہوا جس میں نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا محمد یوسف بنوری، علامہ سید محمود احمد رضوی، پروفیسر غفور احمد، سید مظفر علی شمسی، مولانا تاج محمود، حافظ عبدالقادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا محمد اجمل خان نے شورش کاشمیری کی گرفتاری اور چٹان پریس کی ضبطی پر تقاریر کیں۔ مرزائیوں کا معاشرتی مقاطعہ شباب پر ہے۔

۱۶؍جولائی: ملک میں تحریک ختم نبوت اپنے اوج پر ہے۔ حکومت کے بعض گوشے مرزائیوں کے معاشرتی مقاطعہ سے سخت پریشان ہیں اور مختلف لہجہ میں مختلف اپیلیں کرتے ہیں، کبھی دھمکاتے ہیں اور کبھی وعظ کرتے ہیں کہ اسلام میں معاشرتی بائیکاٹ نہیں ہے۔ گویا اسلام کی تعلیمات حکام ووزراء اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ صمدانی کمیشن میں مرزا ناصر احمد کی شہادت ہونے والی ہے۔ فاضل جج نے حکومت کی استدعا پر تحقیقات کا طریق کار بدل دیا اور گواہوں سے وکلا کی بجائے خود سوال کرنے کا فیصلہ کیا ہے، بعض وزارتی وسرکاری گوشے مرزائیوں کا مقاطعہ ختم کرانے کے لئے کئی ایک حلقوں میں لیپاپوتی کررہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق گوجرانوالہ کے مشہور صاحبزادہ فیض الحسن اور کراچی کے نصیر اجتہادی وغیرہم کی خدمات حاصل کی جارہی ہیں۔ ان دونوں نے بعد ازاں معاشرتی بائیکاٹ کے سلسلہ میں بالواسطہ مرزائیت کی امداد کی، لیکن تحریک اب ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوچکی ہے۔

۱۹؍جولائی: آج جسٹس صمدانی کی عدالت میں مرزا ناصر احمد کا بیان قلم بند کیا گیا، تمام بیان عدالتی احکام کے تحت، صیغہ راز میں سات گھنٹہ جاری رہا۔ شورش کاشمیری کی نظر بندی اور چٹان پریس کی ضبطی کے خلاف خواجہ عبدالرحیم بارایٹ لاء نے رٹ داخل کی اور سماعت کی تاریخ ۲۴؍ جولائی مقرر ہوئی۔ خواجہ صاحب کے علاوہ شیخ مقبول احمد ایڈووکیٹ، چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ اور مسٹر آفتاب فرخ پیش ہوئے۔

واضح رہے کہ مسعود پرنٹنگ پریس آنریبل چیف جسٹس سردار محمد اقبال کے حکم سے رٹ داخل ہوتے ہی واگزار ہوگیا۔ آنریبل چیف جسٹس نے ایڈووکیٹ جنرل کو بلا کر کہا کہ کل صبح گیارہ بجے تک پریس واپس کردو، ورنہ فیصلہ دے کر احکام صادر کردوں گا۔ حکومت کا کوئی کیس نہیں۔ مسعود پرنٹرز کو ناجائز طور پر سربمہر کیا گیا ہے۔

۲۰؍جولائی: حکومت کے مرزائی نواز عناصر نے اپنی ایک لے پالک ایجنسی کو ہزار روپیہ دے کر مولانا سید محمد یوسف بنوری صدر مجلس عمل کے خلاف تمام اخباروں میں ایک اشتہار چھپوانا شروع کیا۔ اشتہار ایک فرضی انجمن کی طرف سے بے معنی اور پوچ تھا۔ نوائے وقت نے چھاپنے سے انکار کردیا۔ اس اشتہار کو دیکھ کر عوام بھڑک اٹھے۔ چوہدری رفیق احمد باجوہ کی درخواست پر مسٹر مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت اور مسٹر مسکین احسن کلیم ایڈیٹر مشرق کو جسٹس صمدانی نے شہادت کے لئے طلب کیا۔ مسٹر مجید نظامی نے مشتہرین کی قلعی کھول دی۔ اس کے بعد یہ اشتہار بند ہوگیا، جسٹس صمدانی نے ربوہ کا معائنہ کرکے اس کی حیثیت عرفی معلوم کی۔ مرزا ناصر احمد نے ملاقات کی خواہش کی اور قصر خلافت میں کھانے پر مدعو کرنا چاہا، لیکن آپ نے دونوں درخواستیں ٹھکرادیں کہا

جاتا ہے جسٹس صمدانی کو اس معائنہ میں عجیب و غریب معلومات حاصل ہوئیں۔

۲۴ر جولائی: مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی میں اپنا بیان مکمل کرلیا۔ اس بیان سے پیپلز پارٹی کے غیر جانبدار ارکان اس درجہ برافروختہ ہیں کہ انہوں نے مرزا ناصر احمد پر کئی بار دُرشت لہجہ میں جرح کی اور اس کے بعض گستاخانہ کلمات پر ارکان حاضر نے سخت الفاظ میں ٹوکا، تمام ارکان قادیانیت کے خارج از اسلام ہونے پر متفق ہیں۔ مرزائیت کے خلاف حکومت کے مختلف محکموں میں بھی شدید قسم کے جذبات پیدا ہوچکے ہیں۔

۲۶ر جولائی: شورش کاشمیری نے ۲۵ر جولائی کو جسٹس صمدانی کی عدالت میں قادیانی امت کے بارے میں شہادت دی۔ شورش کاشمیری پولیس کی حراست میں، بیماری کے باوجود پیش ہوا اور ان تمام راز ہائے سربستہ کا انکشاف کیا جن کے مطابق قادیانی اپنے سیاسی اقتدار کے لئے عالمی اور قومی سطح پر عمل کررہی ہے۔ یہ شہادت پانچ گھنٹہ جاری رہی، عجیب و غریب انکشاف ہوئے، افسوس کہ حکومت نے سنسر عائد کررکھا ہے اور اشاعت روک دی ہے۔

۲۷ر جولائی: ایڈیٹر چٹان کو رہا کردیا گیا۔ حکومت نے چٹان اور پریس کی ضبطی کے احکام بھی واپس لے لئے۔ صمدانی ٹریبونل میں مزید پانچ گواہوں کے بیانات قلم بند کئے گئے۔

شورش کاشمیری بدستور بیمار ہے، ذیابیطس نے کئی عوارض پیدا کردیے ہیں۔ اٹھنے، چلنے، پھرنے کی طاقت مفقود ہوچکی ہے۔ اقرباء ڈاکٹروں کے مشورے سے گھر لے جارہے ہیں۔ وزن اتنا ٹوٹ چکا ہے کہ جسم نصف معلوم ہوتا ہے۔

۲۹ر جولائی: مسٹر حنیف رامے وزیر اعلیٰ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ مسلمانوں کی خواہش کے مطابق ہمیشہ کے لئے حل کردیا جائے گا۔ قادیانی مقاطعہ اپنے عروج پر ہے۔ ربوہ کی ناکہ بندی ہوچکی ہے۔ مسلمان کسی قادیانی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کرتے اور نہ ان سے کوئی چیز لیتے ہیں۔

۳۱ر جولائی: وزیر اعظم بھٹو نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کل کردیا جائے گا اور قومی اسمبلی کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ وزیر اعظم نے بلوچستان کے دورہ میں محسوس کیا کہ عوام قادیانیت کے متعلق کس قدر نازک جذبات رکھتے اور اس مسئلہ کا فوری حل چاہتے ہیں۔ ۳۰ر جولائی کو صمدانی ٹریبونل نے اپنی تحقیقات مکمل کرلی۔ فاضل جج نے ایک ماہ اور ۲۵ دن کام کیا اور سانحہ ربوہ اور اس کے متعلقات کے بارے میں تمام معلومات حاصل کیں۔ اب رپورٹ کا انتظار ہے۔ تحریک پنجاب میں شدت سے جاری ہے۔ حکومت اکثر جگہ فدایانِ ختم نبوت کو گرفتار کررہی ہے۔

یکم اگست: جسٹس صمدانی کی عدالت میں شورش کاشمیری نے ۲۵ر جولائی کو جو بیان دیا تھا۔ فاضل ٹریبونل نے ۳۱ر جولائی کو اس کے بعض اجزاء پریس کے حوالے کردیے۔ شورش کاشمیری نے عدالت کو مرزائی وکلاء کے مہیا کردہ سوالات کے جوابات میں کہا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔ مسٹر ایم احمد کے ایک رشتہ دار کے گھر سے وائرلیس ٹرانسمیٹر برآمد ہوا تھا۔ شورش کاشمیری نے کہا کہ مسٹر بھٹو کے قتل کی سازش خود حکومت کے علم میں ہے۔ ایئر مارشل ظفر چوہدری نے اپنی سبکدوشی کے بعد مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کا فیصلہ کیا۔ ربوہ کا واقعہ آزمائشی طور پر کیا گیا۔ قادیانی جاننا چاہتے تھے کہ حکومت کا رویہ اور عوام کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے۔ فاضل جج نے شورش کاشمیری سے سوال کیا کہ روسی سفارت خانے کے کسی افسر کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی تھی؟ شورش کاشمیری نے کہا: بالکل نہیں! شورش کاشمیری کو بعض وکلاء نے بتایا کہ مرزا ناصر احمد نے روسی سفارت خانے کے ایک افسر سے شورش کاشمیری کی ملاقات کا افسانہ وضع کرکے عدالت کو تاثر دینا چاہا کہ ان کے خلاف صوبہ بھر میں جو تحریک چل رہی ہے وہ صوبے کے نظم ونسق کو درہم برہم کرنے کی ایک سازش ہے۔ اس کی غایت مسٹر بھٹو کی حکومت کو ختم کرنا ہے۔ شورش کاشمیری نے اس کی پُرزور تردید کی اور فاضل جج سے کہا کہ وہ حکومت کے انٹلی جنس بیورو سے اس بارے میں حتمی معلومات حاصل کرسکتے ہیں، کیونکہ اس قسم کے واقعات اس کی احتسابی نگاہ میں ہوتے ہیں۔ شورش کاشمیری نے نہایت وثوق سے کہا کہ قادیانی مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کرچکے تھے۔ اوکاڑہ میں مجلس ختم نبوت کے ایک سو کارکن گرفتار کئے گئے۔ پولیس کے تشدد کے خلاف اوکاڑہ کے شہریوں نے مسلسل چار روز ہڑتال کی۔ تمام ساہیوال میں احتجاجی جلسے ہورہے ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک

بیان میں کہا کہ قادیانی مسئلہ حل کرنے میں تاخیر ہوئی تو اپوزیشن قومی اسمبلی کا بائیکاٹ کردے گی۔ مسٹر بھٹو نے خاران میں بیان دیا ہے کہ وہ جمعہ کے روز کوئٹہ میں پریس کانفرنس کے دوران قادیانی مسئلے کے سلسلے میں روشنی ڈالیں گے۔ مسٹر حنیف رامے کوئٹہ پہنچے تو پریس کے نمائندوں نے ان سے مختلف سوال کئے۔ انہوں نے کہا کہ ’’ختم نبوت کا مسئلہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔‘‘ بلوچستان میں قادیانی مسئلے کو جدوجہد کی خصوصیت حاصل ہوگئی ہے۔ اس مسئلے کے حل کی تاریخ متعین کرنے کے لئے اعلیٰ سطح کی کانفرنس منعقدہ کوئٹہ میں غوروخوض کیا گیا۔ ایک اندرونی اطلاع کے مطابق تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور گورنر مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے پر زور دے رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہر صوبہ کے حالات اس مسئلہ میں یکساں ہیں۔ اوکاڑہ میں سیکورٹی فورس کی فائرنگ سے چار آدمی زخمی ہوئے۔ جامعہ عثمانیہ میں نمازیوں پر تشدد کیا گیا۔ اس سلسلے میں ہائی کورٹ میں رٹ داخل کی گئی۔ حکومت نے ۳۱؍ جولائی کو سنسر شپ کی میعاد مزید ایک ماہ کے لئے بڑھادی، جس کی وجہ سے اخبارات میں تحریک کی خبریں نہیں آرہی ہیں، لیکن تحریک سارے ملک میں پھیل چکی ہے۔

۵؍اگست: لاہور میں دفعہ ۱۴۴ کے باعث باغات میں جلسے نہیں ہوسکتے، لہٰذا مختلف مساجد میں دھڑا دھڑ جلسے ہورہے ہیں۔ ہر روز تین چار جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ مسٹر بھٹو نے کوئٹہ میں اعلان کیا ہے کہ قادیانی مسئلہ ۷؍ستمبر تک حل کردیا جائے گا۔

۶؍اگست: قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے مرزا ناصر احمد سے مزید معلومات حاصل کیں۔ اجلاس تین گھنٹے جاری رہا۔ راولپنڈی میں مختلف مساجد تحریک کا مرکز ہیں۔ اسلام آباد کی جامع مسجد میں ہر روز قادیانی مسئلے پر تقاریر ہوتی ہیں۔

۷؍اگست: اوکاڑہ کے حالات مزید خراب ہوگئے ہیں۔ پولیس نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے سلسلے میں بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا۔ اکثر مقامات پر علماء اور طلبا کو دھڑا دھڑ پکڑا جارہا ہے۔ مولانا غلام علی اکاڑوی کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ نے سنسر ختم کرنے، گرفتار شدگان کو رہا کرنے اور قادیانی مسئلہ مستقل طور پر حل کرنے کی قرارداد پاس کی ہے۔ قومی اسمبلی کے دو اجلاسوں میں مرزا ناصر احمد پر سات گھنٹے جرح کی گئی۔

۱۳؍اگست: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے دو ماہ کے لئے جلسے، جلوس اور ایسی تقریریں ممنوع کردی ہیں جو قادیانی مسئلے سے تعلق رکھتی ہیں، لیکن مجلس عمل کے ارکان اپنی تحریک کے سلسلے میں بدستور منہمک ہیں اور شہر کی دیواروں پر قادیانیت کے خلاف مختلف نعرے کندہ ہیں۔

۱۹؍اگست: مفتی محمود نے ایک بیان میں کہا کہ پولیس کا تشدد جاری رہا تو اپوزیشن خصوصی کمیٹی کا بائیکاٹ کردے گی۔ مجلس عمل نے اسیر علماء، اسیر طلبا اور اسیر کارکنوں کی رہائی کا پُرزور الفاظ میں مطالبہ کیا ہے۔ پنڈی میں میانوالی سے رہا ہوکر آنے والے طلبا کے استقبالیوں پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا، بے تحاشہ آنسو گیس چھوڑی۔ کئی افراد زخمی ہوگئے۔ ہجوم نے پولیس پر پتھراؤ کیا، پنجاب یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس یونین کے صدر فرید احمد پراچہ نے طلبا سے پُرجوش خطاب کیا اور اعلان کیا کہ طلبا تحریک کو کامیاب کرکے دم لیں گے۔

۲۱؍اگست: صمدانی ٹربیونل نے اپنی رپورٹ وزیراعلیٰ کو پیش کردی۔ صوبائی حکومت اپنی سفارشات کے ساتھ وفاقی حکومت کو بھیج دے گی۔ رپورٹ ٹائپ شدہ ایک سو بارہ صفحات اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۵؍اگست: مرزا ناصر احمد پر قومی اسمبلی میں گیارہ روز کی جرح مکمل ہوگئی۔ ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ عوام کو مرزا صاحب کا بیان معلوم ہوجائے، تو مرزا صاحب پاکستان میں نہیں رہ سکتے۔ بہرحال مرزائیوں کا خارج از اسلام ہونا یقینی ہوچکا ہے۔ مفتی محمود نے گجرات میں مجلس ختم نبوت کے زیراہتمام ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم قادیانی مسئلہ کے بارے میں قومی اسمبلی کی کارروائی سے مطمئن ہیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے سربراہ پر سات گھنٹے تک جرح کی۔

۳۱؍اگست: مولانا سیّد محمد یوسف بنوری صدر مجلس عمل نے ملتان سے ایک بیان میں کہا ہے کہ ختم نبوت کے مسئلے سے کسی سیاسی جماعت کو فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ ایک دینی مسئلہ ہے اور پوری ملت اسلامیہ اس میں شریک ہے۔

۲؍ستمبر: مولانا ابوالاعلیٰ امریکا سے واپس آگئے اور تحریک کے پہلے جلسے کو خطاب کیا۔ یہ جلسہ شاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوا۔ حاضرین ڈیڑھ دو لاکھ کے لگ بھگ تھے۔ حضرت مفتی محمود اور مولانا مودودی کی تقاریر میں ان کے ہزارہا عقیدت مندوں نے جوش وخروش کا اظہار کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالستار نیازی، سیّد مصطفٰی الازہری، مولانا سیّد محمد یوسف بنوری، مولانا محمود احمد رضوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، سیّد مظفر علی شمسی اور سیّد ابوذر بخاری نے فقید المثال اجتماع سے خطاب کیا۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ صمدانی ٹریبونل کی رپورٹ شائع کرنے پر زور دیا گیا۔ تمام مقرروں نے اعلان کیا اور عوام نے نعرۂ تکبیر سے تائید کی کہ ۷؍ستمبر کا فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق نہ ہوا، تو تحریک چلائی جائے گی۔ مسلمان ناموس رسالت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ ختم نبوت کی حفاظت ان کا جزو ایمان ہے۔ ۷؍ستمبر کا دن حکومت کے علاوہ عوام کے منتخب نمائندوں کی آزمائش کا دن ہے۔ اس جلسے سے حکومت پر ثابت ہوگیا کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں نہ تو گومگو کی پالیسی اختیار کرسکتی ہے اور نہ مسلمان کسی مداہنت یا مصلحت کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے۔

واضح رہے کہ تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں دس جولائی کو کھاریاں کے ایک گاؤں میں دو نوجوان غلام نبی اور محمد یوسف پولیس کی فائرنگ سے شہید ہوگئے تھے۔ اس کا الزام محمد شریف چیمہ سپرنٹنڈنٹ پولیس پر عائد کیا گیا۔ اس کو بدل کر ساہیوال میں سپرنٹنڈنٹ لگادیا گیا۔ آج کل ایک تحقیقاتی ٹریبونل اس کی تحقیقات پر مامور ہے لیکن عوام اس کو محض اشک شوئی سمجھتے ہیں۔ اس واقعہ سے سخت نفرت پھیلی ہوئی ہے، نہ جانے اس ناگوار فعل سے چشم پوشی کا سبب کیا ہے؟

(جاری ہے)

آہ! حافظ عبدالوہاب جالندھریؒ

جناب مولانا حافظ عبدالوہابؒ خطیب جامع مسجد عربیہ جامعہ فاروقیہ عارف والا، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے فضلاء میں سے تھے۔ انہوں نے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ، حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ اور مولانا مختار احمدؒ جیسی شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور قرآن وحدیث کے علوم سے مالا مال ہوگئے۔ تقریباً ۳۶ سال سے عربیہ فاروقیہ عارف والا کے مہتمم اور جامع مسجد فاروقیہ کے خطیب چلے آرہے تھے۔ عربیہ فاروقیہ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔ ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ سالہا سال یہاں خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ آپ کی رحلت کے بعد تو مجلس کی طرف سے کوئی مستقل خطیب نہ ملا۔ اگرچہ مدرسہ اور مسجد کی انتظامیہ کا ایک عرصہ تک اصرار و تقاضا رہا کہ مجلس کسی مبلغ کی ڈیوٹی لگائے اور وہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی نیابت کا فریضہ سنبھالے، لیکن ان کی یہ استدعا پوری نہ ہوسکی۔ مولانا عبدالرحیمؒ کا کوئی متبادل مجلس میں نہیں تھا جو ان کی سیٹ سنبھال سکے۔ مولانا عبدالوہاب تقریباً چھتیس سال سے مدرسہ و مسجد کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے تھے۔

آنجناب مدرسہ کے مہتمم اور مسجد کے خطیب تو تھے ہی، انہوں نے مجلس کے زعیم کی ذمہ داری بھی سنبھالی ہوئی تھی۔ راقم کئی سالوں سے رمضان المبارک کا آخری جمعہ میں حاضری دے رہا ہے۔ مجلس کی رسید بک بھی ان کی تحویل میں ہوتی تھی، وہ جہاں اپنے مدرسہ اور مسجد کے لئے معاونین سے امداد وصول فرماتے تھے وہاں مجلس کے لئے بھی۔ راقم یا مولانا عبدالحکیم نعمانی سلمہ نے جب بھی حاضری دی تو ان کے سیف میں مجلس کے لئے رقوم محفوظ ہوتی تھیں۔ بڑی دیانت وامانت کے ساتھ رقوم اصل حالت میں محفوظ رکھتے تھے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے میسج کے ذریعہ اطلاع کی کہ حضرت حافظ صاحبؒ عبدالوہاب رحلت فرماگئے، ان کی نماز جنازہ ۷؍اگست ۲۰۱۸ء کو ۳ بجے سہ پہر الہلال فٹ بال گراؤنڈ میں ادا کی جائے گی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم اپنے معاون مولانا محمد انس سلمہ کی معیت میں جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے اور جنازہ کی امامت کی سعادت بھی حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم کے حصہ میں آئی۔ حضرت والا کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے حضرت حافظ صاحب کے جنازہ میں شرکت کی اور اپنے محبوب خطیب کو اپنے ہاتھوں سے اگلے سفر کے لئے روانہ کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب نور اللہ مرقدہ کی دینی خدمات کو قبول ومنظور فرمائیں۔ عربیہ فاروقیہ اور ان کی اولاد کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

فرما گئے یہ ہادیؐ — تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد — لانبی بعدی

بمقام

مسلم کالونی چناب نگر

25 26

اکتوبر 2018

بروز جمعرات جمعۃ المبارک

37 ویں 2 روزہ سالانہ

عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
مخدوم العلماء عظیم مذہبی اسکالر

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء
حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب

عنوانات

توحید باری تعالیٰ

عقیدہ ختمِ نبوت

سیرت خاتم الانبیاءؐ اور ظہور امام مہدی

حیات سیدنا عیسیٰؑ

عظمت صحابہؓ و اہلبیتؓ

اتحادِ امتِ محمدیہ

پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ

چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486
چناب نگر 047-6212611

0300-6411525 0302-6619540 گوجرانوالہ ادارۃ الخطوط